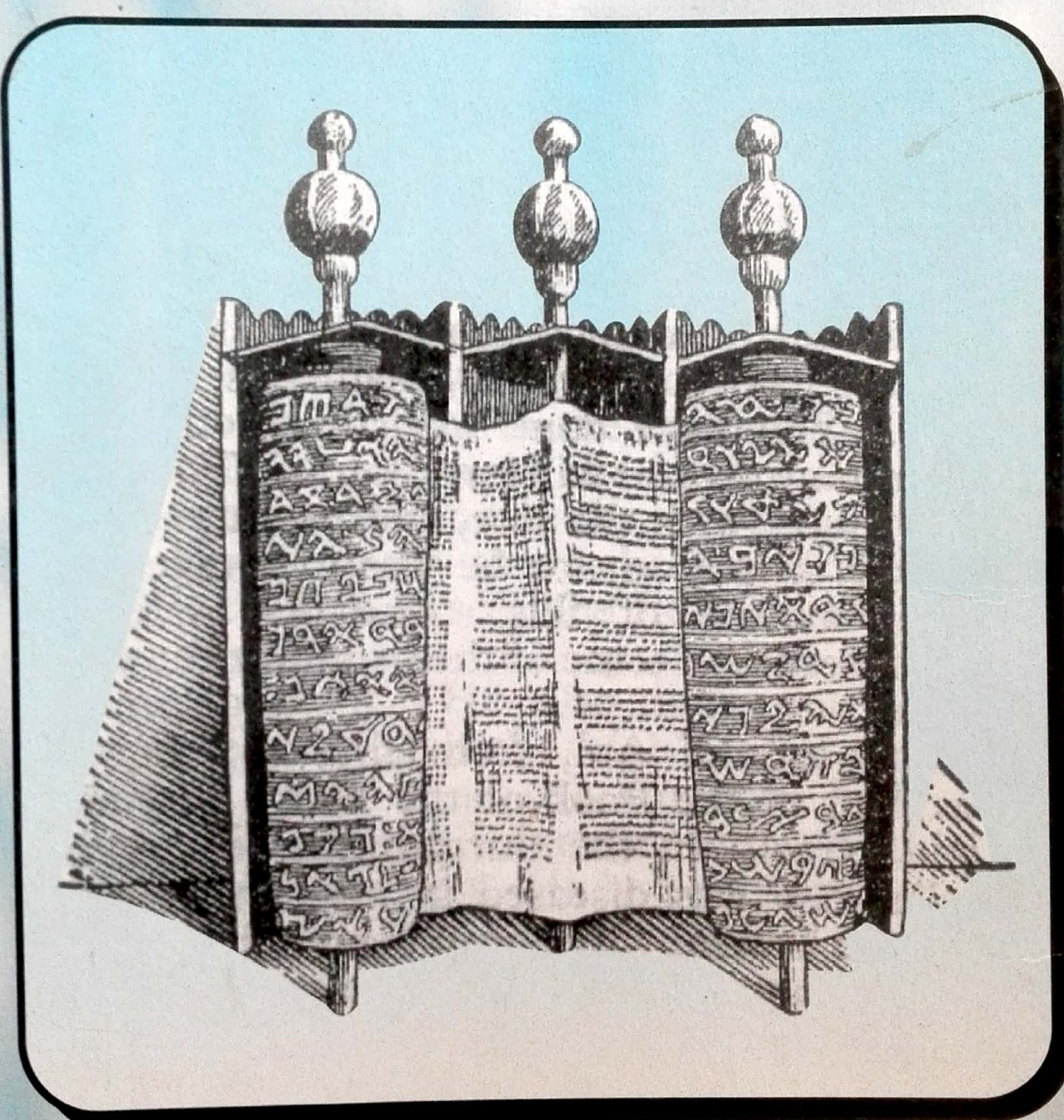
توریت اور تربیت



فادر عیمانوئیل عاصی

توریت اور تربیت

تحریر
فادر عیمانوئیل عاصی

ترتیب
وکٹر ڈینئل

ناشر
مکتبہ عناویم پاکستان
جی ٹی روڈ سادھوکے۔ضلع گوجرانوالہ

کتاب	توریت اور تربیت
تحریر	فادر عیمانوئیل عاصی
ترتیب	وکٹر ڈینئل
ناشر	مکتبہ عناویم پاکستان
	جی۔ٹی روڈ سادھوکے۔ ضلع گوجرانوالہ
کمپوزنگ	مارک کمپیوٹر سنٹر گوجرانوالہ
مطبع	مارک پرنٹنگ ایجنسی گوجرانوالہ
باراول	اکتوبر 2001م
تعداد	ایک ہزار
قیمت	35روپے
سیریل نمبر	B.89.A35-E01

مکتبہ عناویم پاکستان

مومنین کا ایک خود مختار ادارہ ہے جو غیر تجارتی بنیادوں پر کلیسیا میں مومنین کی تعلیم و تربیت اور الہیاتی ادب کی اشاعت و فروغ کیلئے کام کرتا ہے۔ اسکی شائع کردہ کتب مصنفین کے نقطہ نظر اور آرا کی ترجمان ہیں۔ جس سے مکتبہ عناویم پاکستان کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

فہرست

تعلیم و تربیت کی خدمت

مرکز مذہبی تعلیم لاہور آرچ ڈایوسیس کا تربیتی ادارہ ہے جو کلام مقدس کی تعلیم اور اقدار کے مطابق اساتذہ اور طالب علموں کی تربیت کرتا ہے۔ اسی نظریہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اکتوبر 1981ء میں رسالہ "مینارہ نور" کا اجراء کیا گیا جس کا مقصد مسیحی اساتذہ کو کلام مقدس کی تعلیم اور اقدار سے روشناس کروانا تھا۔ علم کے اضافے کے ساتھ ان کے ایمان کی تربیت کرنا تھا تاکہ وہ طالب علموں کی تربیت کو فعال بنا سکیں۔

"مینارہ نور" کے مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے فادر عمانوئیل عاصی کو دعوت دی گئی کہ وہ "بائبل میں بچوں کی تعلیم و تربیت" کے عنوان پر طبع آزمائی کریں اور اپنے خیالات اور نظریات سے اس رسالے کو مزید زینت بخشیں لہٰذا انہوں نے بڑی خوشی سے دعوت کو قبول کیا اور اس مجوزہ مضمون پر لگاتار 13 اقساط لکھیں جسے اب کتابی شکل میں شائع کیا گیا جس سے قارئین کے علم میں اضافہ ہوا اور انہیں کلام مقدس کی روشنی میں بچوں کی تعلیم و تربیت میں خاندانوں، گھروں اسکولوں اور مدرسوں کے کردار کو سمجھنے کا موقعہ ملا۔ ان مختلف اقساط کے ذریعے یہ حقیقت باور کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بچوں کی تعمیر و تربیت میں والدین کا اور خاص کر باپ کا کردار بہت ہی اہم ہے۔ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ایمان کی تعلیم اور سچائیوں کو بار بار بچوں کو بتائی جائیں تاکہ وہ ان کے ذہن نشیں ہو جائیں۔ اس کتاب "توریت اور تربیت" کا مواد نہایت ہی جامع اور مستند ہے کیونکہ مصنف نے اپنے ہر خیال کو کلام مقدس کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف توریت کی تعلیم کو سمجھنے کا موقع ملے گا بلکہ ایمان کو بھی تقویت حاصل ہوگی۔

میں فادر عمانوئیل عاصی کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں جنہوں نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ تمام خیالات کو یکجا کر کے کتابی شکل میں "توریت اور تربیت" کے نام

شریعت کی کتاب

تیرے منہ سے جدا نہ ہو

بلکہ رات اور دن

اس پر غور کرتا رہ

تاکہ تو اس کو مانے

اور جو کچھ اس میں لکھا ہے

اس پر عمل کرے

کیونکہ تب ہی تو

اپنی راہوں میں اقبال مند ہو گا

اور تب ہی تو

کامیاب ہو گا

(یوشع 1:8)

سے شائع کیا ہے۔

فادر عاصی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ مقامی اور بین الاقوامی سطح پر ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ کاہن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ درجے کے استاد اور بہترین لکھاری ہیں۔ ان کی تصانیف میں ندرت، جدت اور مشرقی رنگ پایا جاتا ہے وہ ایمان کی ہر سچائی کو مقامی ثقافت اور معاشرتی نظریہ سے دیکھنے کے اہل ہیں۔

میں کتاب کے مصنف فادر عاصی کو بخوبی جانتا ہوں۔ ہم نے رسالتی زندگی میں بیشتر عرصہ اکٹھے گزارا ہے اور ایک ہی خدمت میں 25 سال سے منسلک ہیں یعنی مومنین کی تربیت فادر موصوف کو کلام مقدس سے گہرا لگاؤ ہے۔ کلام مقدس کو پڑھنے اور سمجھنے کا شوق ان کو ورثہ میں ملا ہے۔ اسی شوق کو مزید تقویت دینے کے لئے وہ 1977م میں روم گئے جہاں انہوں نے کلام مقدس کی اعلیٰ تعلیم میں چار سالہ کورس کامیابی کے ساتھ مکمل کیا اور اسی اثنا میں انہیں مقدس سرزمین جانے کا موقعہ ملا جہاں انہوں نے کلام مقدس کی سچائیوں کو بھی گہرے طریقے سے سمجھا اور محسوس کیا۔

جہاں فادر عاصی کو کلام مقدس کے گہرے مطالعے کا شوق ہے وہاں ان کو کلام مقدس کی بشارت دینے، دوسروں میں کلام کا بیج بونے اور ایمان کی تربیت کرنے کا شوق بھی اتم درجے تک موجود ہے۔ وہ نہ صرف دارالکلام میں مختلف سیمینار یا کورس کی راہنمائی کرتے ہیں بلکہ دوسری ڈایوسیز کے رسالتی اور بشارتی اداروں، تربیت گاہوں، سیمنری اور کانونٹ میں کلام کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔

میں نے اپنی 25 سالہ (1975-2000) مذہبی تعلیم و تربیت کی خدمت میں محسوس کیا کہ "خدا کا کلام ہمارے قدموں کے لئے چراغ اور راہ کے لئے روشنی ہے"

(زبور 119) اساتذہ اور طالب علموں (بچوں) کی تعلیم میں روحانی، اخلاقی اور معاشی نشوونما کا انحصار والدین اور اساتذہ کی باہمی کاوشوں اور محنتوں پر ہے۔ فادر عمانوئیل عاصی کی یہ کتاب "توریت اور تربیت" ہمیں اپنے کردار کو جانچنے اور پرکھنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

میں مکتبہ عناویم پاکستان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جس نے یہ کتاب شائع کر کے مومنین کی تربیت کے لئے اہم مواد فراہم کیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مکتبہ عناویم پاکستان میں اشاعت ایمان کی خدمت، مومنین کی تربیت اور کلیسیا میں مومنین کی قیادت کو فروغ دینے میں مستحکم، ٹھوس اور جامع کردار ادا کر رہا ہے۔ مکتبہ عناویم دور حاضرہ کے تقاضوں اور تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مومنین کی ایمانی نشوونما کیلئے مختلف تربیتی پروگرام ترتیب دیتا ہے اور اپنے اشاعتی کاموں سے کلیسیا کی سوچ میں جدت اور وسعت پیدا کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہے۔ میں مکتبہ عناویم پاکستان کے ڈائریکٹر فادر عمانوئیل عاصی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ ادارہ ان کی قیادت میں ترقی کر رہا ہے۔

میں پر امید ہوں کہ یہ کتاب "توریت اور تربیت" مبشران انجیل مسیحی تعلیم، اساتذہ، والدین اور رسالتی درسگاہوں کے لئے مفید ثابت ہوگی اور اس کا پھل ہماری خاندانی اور معاشرتی زندگی میں نمایاں ہوگا۔ میری دعا ہے کہ یہ کتاب ہم سب کے لئے تبدیلی کا باعث ہے۔

مسیحی تعلیم و تدریس کی خدمت
کی سلور جوبلی
23 فروری 2000م

یعقوب داس
ڈایوسیزن ڈائریکٹر
پاپائی بشارتی سوسائٹیز
لاہور آرچ ڈایوسیس

اور یہ باتیں
جن کا میں آج کے دن تجھے حکم دیتا ہوں
تیرے دل میں رہیں
اور تو اپنے لڑکوں کو بار بار بتا
اور ان کی بابت ان سے ذکر کر
جس وقت تو اپنے گھر میں بیٹھے اور
جس وقت تو راہ میں چلے اور
جس وقت تو لیٹے اور
جس وقت تو اٹھے

(استثنا 7:6)

بچوں سے بشارت

پھر لوگ چھوٹے بچوں کو یسوع کے پاس لائے تاکہ وہ انہیں چھوئے مگر شاگردوں نے انہیں جھڑکا۔ یسوع یہ دیکھ کر ناخوش ہوا اور ان سے کہا:
"چھوٹے بچوں کو میرے پاس آنے دو۔ انہیں منع نہ کرو۔ کیونکہ خدا کی بادشاہی ایسوں ہی کی ہے۔" (مرقس 10:13-14)

یہودیوں میں بائبل مقدس کے واقعات، تذکرے اور تعلیمات سکھانے کے لئے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا جاتا تھا۔ اس کے لئے ربیوں (مذہبی استاد) نے خصوصی انداز بیان اور طریقہ تربیت اور تعلیم و تدریس کی روایات قائم کر رکھی تھیں۔ ان کا بنیادی خیال اور نظریہ یہ تھا کہ جب بچوں کی زندگی میں بائبل مقدس منتقل کی جاتی ہے تو زندگی کی وسعت اور پھیلاؤ اور پرورش کے ساتھ ساتھ سکھائی ہوئی تعلیم کے اثرات بھی زیادہ بالغ، پائیدار، دیرپا اور پھلدار ہوتے ہیں۔ یہودی ربی بائبل مقدس کی باتیں، اقوال اور تعلیمات صرف مذہبی اور عبادتی یا تبلیغی سرگرمیوں تک ہی محدود نہ رکھتے بلکہ اسے معاشرتی اور روزمرہ زندگی کے معمول میں بھی استعمال کرتے۔ تاکہ بائبل کی باتوں اور زندگی کی معاشرت میں گہرا رابطہ، تعلق اور ہم آہنگی پیدا ہو۔

ساری دنیا یعنی پانچوں براعظموں کی کل آبادی کا ساٹھ فیصد براعظم ایشیا میں ہے۔ اور براعظم ایشیا کی آبادی کا کثیر حصہ بچوں اور نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مشرق جواں ہے۔ اور مغرب بوڑھا ہے۔ بیسویں صدی کے آخری تین عشروں سے براعظم ایشیا کے کلیسیائی پاسبان اور مومنین اس اہم نتیجے پر پہنچے کہ ایشیا میں مقامی کلیسیا کی مضبوطی اور بشارت کا روشن مستقبل "بچوں سے بشارت" کی ضرورت، اہمیت اور تقاضا سے مشروط ہے۔

بائبل مقدس کے پیغام اور اس کی تعلیمات کو بچوں تک پہنچانے کے لئے تربیت کے پروگراموں کی ازحد ضرورت ہے۔ تب ہی ان کو بشارت دینے کی دعوت دی جاسکتی ہے اور ان سے بشارت کی توقع کی جاسکتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ پاکستان میں مختلف خدمات کے ذریعہ یہ کام سرانجام دیا جارہا ہے مثلاً بائبل کارسپانڈس نے بچوں اور نوجوانوں میں بائبل سے متعلق گہری لگن اور شخصی لگاؤ پیدا کیا۔ بچوں کی بائبل شائع ہوئی۔ پاکستان بائبل سوسائٹی نے اور نیشنل کیٹی **کیٹیکیٹکل** کمیشن نے بائبل ڈے' بائبل سنڈے اور ہفتہ بائبل منانے کی روایت ڈالی۔ دارالکلام لاہور سے ہمجولی رسالہ اور شہر شہر ہم جولی کی محفل' پاپائی بشارتی انجمنوں کی سرپرستی میں ہولی چائلڈ ہڈ کے حوالہ سے ہر ڈایوسیس میں بچوں سے بشارت کے موضوع پر بہت پروگرام ہوئے۔

بچوں کو بائبل کی تعلیم و تربیت دینے کے لئے ہر ڈیواسیس میں مذہبی تعلیم و تربیت کے سینٹر بہت خدمات ادا کر رہے ہیں۔ اندرون سندھ میں ڈرائنگ کے ذریعہ مس ایلس نے بہت خدمات دی ہیں۔ نرالی کتابیں لاہور کی خدمت بہت وسیع تر ہے۔ بچوں کو بائبل میں تربیت دینے کے لئے اساتذہ کی خصوصی تربیت کے لئے ہر ڈیواسیس میں مذہبی تعلیم و تربیت کے مرکز کے ساتھ ساتھ پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان میں مذہبی تعلیم کے اساتذہ کی تربیت کا سالانہ پروگرام --- سب نیک شگون اور روشن امید ہیں۔ لیکن ان کے باوجود ہمیں نت نئے طریقے تلاش کرتے رہنا چاہیے۔ جن سے بچوں میں بائبل سیکھنے اور اس کی بشارت دینے کا شوق بڑھتا رہے۔

1- پاکستان میں کاتھولک مقامی کلیسیا کو بچوں کے لئے سنڈے سکول کی روایت کو اپنانا اور اسے مضبوط۔ فعال اور دلچسپ بنانے کا فن سیکھنا ہے۔

2- بچوں کو اپنے گاؤں' محلّہ' بستی اور قریبی علاقہ میں دوسرے بچوں کے لئے

مشنری بننا چاہیے۔ ہولی چائلڈ ہڈ کے تحت مشنری اینی میسٹرز کافی دلچسپ اور کامیاب تجربہ ہے۔ بشارتی پاپائی انجمنیں، لیجن آف میری اور دیگر ایسے کئی گروپ بچوں کی بائبل میں تربیت میں کار آمد ہو سکتے ہیں۔

لیکن ان سب کے اوپر بائبل مقدس اور مذہبی تعلیم میں بچوں کی تربیت گھر میں والدین اور رشتہ داروں، کلیسیا کے خادموں اور سکول کے اساتذہ کی مشترکہ کوشش اور ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ہر ایک کو باہم اپنا ایمانی کردار اور مذہبی ذمہ داری ادا کرنا ہے۔ میری امید ہے کہ میری یہ کتاب اس ذمہ داری کو سمجھنے اور پہچاننے میں اہم کردار ادا کر سکے گی۔

"توریت اور تربیت" بنیادی طور پر میرے پہلے سے شائع شدہ مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں کہیں کہیں ترمیم اور اضافہ کیا گیا ہے۔ میں وکٹر ڈانیل کی اس محنت اور لگن کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی اس خدمت پر انہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے میرے مضامین کو یکجا کیا اور مجھے تحریک دی کہ ان مضامین کو تالیف کروں اور ترتیب دوں۔ میں یعقوب داس کا "توریت اور تربیت" کے لئے دیباچہ لکھنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور مذہبی تعلیم و تربیت کے شعبہ میں ان کی پچیس سالہ دلی لگن اور جانثاری کے ساتھ خدمات پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ خدا بہت سے مومنین کو مقامی کلیسیا کی مضبوطی اور بچوں کو مقدس بائبل کی تربیت دینے کے لئے خدمت کا جذبہ عطا کرے اور "توریت اور تربیت" یہ جذبہ خدمت اور جوش ابھار سکے۔

فادر عیمانوئیل عاصی

لاہور

26 جولائی 2001ء

مقدسہ مریم کے والدین

(مقدس یویاقیم اور مقدسہ حنہ)

اور یسوع کے نانا نانی کی عید

"اے بچو
باپ کی تادیب کو سنو
اور دانشمندی حاصل کرنے کیلئے دھیان لگاؤ
کیونکہ میں تمہیں تلقین کرتا ہوں
سوتم میری تعلیم کو ترک نہ کرو"

(امثال4:1-2)

باب اول

توریت کی تلاوت

1- توریت کی اہمیت اور مطالعہ

بائبل مقدس کے زمانہ میں بچوں کی تعلیم و تربیت میں تمام مضامین دین و ایمان اخلاق و مذہب اور امور زندگی سے متعلقہ ہوتے اور ان تمام کی بنیاد مرکز اور معراج توریت تھی۔ ان کے نصاب کا اہم ترین مضمون یہی تھا۔

کوہ سینا سے جس پر موسیٰ کو توریت موصول ہوئی تھی ہر روز ایک آواز یہ پکارتی ہوئی نکلتی ہے کہ توریت سے بے بہرہ و بیگانہ نسل انسان پر افسوس!! کیونکہ جو کوئی توریت کا مطالعہ نہیں کرتا اور ایسا کرنے میں کوشش اور محنت نہیں کرتا۔ وہ الٰہی انتقام کے تحت ہے "کیونکہ لکھا ہے" اور دونوں لوحیں خدا کی بنائی ہوئی تھیں اور ان پر کی لکھائی جو تھی وہ خدا کی لکھائی ان کے دونوں طرف کھدی تھی" (خروج 16:32)

خروج کی اس آیت میں "کھدی" کے لئے عبرانی لفظ خاروت ہے اور ربی تشریحی تجویز کی بنا پر "خیروت" پڑھنے کو کہتے ہیں جس کا ترجمہ آزادی ہے۔ کیونکہ ربیوں کے مطابق کوئی بھی حقیقی معنوں میں آزاد نہیں سوائے اس کے جو توریت کی تلاوت کے لئے وقت صرف کرتا اور ایسا کرنے میں محنت سے کام لیتا ہے۔ اسے اس کا اجر اور انعام ضرور ملے گا۔ (عدد 19:21) میں متانہ اسے نخلی ایل کو اور نخلی ایل سے باموت کو کے معنی جگہوں اور مقامات کے نام نہیں بلکہ لفظی ترجمہ یہ ہے "قوت" سے "خدا ملکیت ہے" کو اور "خدا ملکیت (انعام اور وراثت) ہے" جو

حاصل کرتا ہے وہ بلند مقام اور اونچی عرش معلی تک سربلند کیا جاتا ہے جگہ کو--- یہ اسرائیل کا جنگی نغمہ تھا(عدد21:14-19)

الہامی و مقدس کتابوں خصوصاً توریت کا مطالعہ کرنا' اس پر غور و خوض کرنا اور اس سے روزمرہ زندگی کے لئے سبق اخذ کرنا نہ صرف یہودی کے لئے اعلیٰ ترین اعزاز بلکہ عظیم ترین ذمہ داری و فرض ہے۔ روایت ہے کہ موسیٰ نے کوہ سینا پر خدا سے توریت وصول کی اور بعد ازاں یوشع کو عطا کردی۔ یوشع نے بزرگان اسرائیل کو دی اور بزرگان اسرائیل نے اپنی باری میں انبیاء کو دے دی اور انبیاء کرام نے مقدس اجتماع کے ذمہ داران اشخاص کو دے دی۔ انہوں نے تین اصول دیئے ہیں۔

1- اپنی باتوں اور فیصلوں و فتوؤں میں عقل و دانش سے کام لو۔

2- بہت سے شاگرد بناؤ اور

3- توریت کا تحفظ کرو

شمعون راستباز جو مقدس اجتماع کے ذمہ داران اشخاص میں آخری گزرے ہیں کہا کرتے تھے کہ دنیا اور تمام کائنات و موجودات تین اشیاء پر قائم ہے۔ توریت الٰہی عبادت اور نیکی کے کام (یعنی توریت' عبادت' محبت) تمہارا گھر اور رہائش توریت کے چاہنے (عاشقوں) اور پڑھنے سننے (عالموں) کا گھوارا اور مرکز ہونا چاہئے۔ ان کے پاؤں کی گرد میں بیٹھ جاؤ اور ان کے الفاظ اور کلام سے باطنی پیاس بجھاؤ۔

ربی یوسف بن قسما نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ سڑک پر جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک آدمی انہیں ملا اور سلام کہا۔ ربی یوسف نے بھی جواباً سلام کیا۔ راہ گیر نے ربی سے پوچھا "ربی آپ کس شہر سے تعلق رکھتے ہیں؟" ربی نے جواب دیا "میں فقیہہ' علماء اور دانشوروں کے عظیم شہر سے ہوں" اس پر راہ گیر نے عرض کی "اگر آپ ہمارے ساتھ اس علاقہ میں قیام کرنا قبول کریں تو میں آپ کو سونے کے ہزار دینار کے علاوہ قیمتی جواہرات اور ہیرے دوں گا" ربی یوسف نے جواباً کہا۔ "اگر تم مجھے

دنیا کا تمام مال و زر- سونا چاندی- ہیرے جواہرات اور قیمتی پتھر اور موتی بھی دے دو تو میں اس گھر اور شہر کے علاوہ کہیں قیام کرنا پسند نہ کروں گا جس میں توریت ہو- کیونکہ انسان کی آخری روانگی کے وقت نہ سونا نہ چاندی نہ ہیرے جواہرات اور نہ قیمتی موتی و پتھر بلکہ صرف توریت اور نیک اعمال اس کے ساتھ جائیں گے- اسی لئے شاہ اسرائیل داؤد کے مزامیر میں تحریر ہے "میرے لئے تیرے منہ کی شریعت سونے اور چاندی کے ہزار ہا سکوں سے بھی افضل ہے" (زبور 72:119)

ایک اور روایت میں علمائے فرماتے ہیں اگر دو شخص اکٹھے بیٹھیں اور ان کی گفتگو و مکالمہ میں توریت سے متعلق کوئی بات یا لفظ شامل نہ ہو تو وہ احمقوں کی محفل اور بے وقوفوں کا اجتماع ہے- ایسوں کے متعلق زبور نویس فرماتا ہے-

"مبارک ہے وہ آدمی جو شریروں کی صلاح پر نہیں چلتا اور خطاکاروں کی راہ میں قدم نہیں رکھتا اور نہ ٹھٹھابازوں کی مجلس میں ہی بیٹھتا ہے" (زبور 1:1)

اس کے برعکس اگر دو شخص مل بیٹھیں اور توریت کے متعلق باتیں کریں تو خدا کا پاک مسکن جلال اور الٰہی ظہور کا تجربہ ہے اور ان کے متعلق ملاکی نبی نے کیا خوب فرمایا ہے-

"تب خداوند سے ڈرنے والے آپس میں بات کرتے ہیں- خداوند توجہ کرتا اور سنتا ہے اور جو خداوند سے ڈرتے اور اس کے نام کو یاد کرتے ہیں ان کے لئے اس کے حضور تذکرہ کی کتاب لکھی ہوئی موجود ہے" (ملاکی 16:3)

اگر تین اشخاص نے دستر خوان پر اکٹھے کھانا کھایا ہو اور کھانے کے دوران توریت سے متعلق کوئی لفظ یا بات تک نہ بولی ہو تو یہ یوں ہے جیسے انہوں نے بتوں کے ناپاک ذبیحوں میں سے پلیدگی نگلی ہے- ان کے متعلق یوں تحریر ہے "کیونکہ تمام دستر خوان قے اور گندگی سے بھرے ہیں- یہاں تک کہ (القدوس کے لئے) کوئی جگہ باقی نہیں" (اشعیاہ 8:28)

لیکن برعکس اس کے اگر دسترخوان میں شریک اشخاص نے کھانے کے دوران توریت سے متعلق باتیں اور القادر و القدوس جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے کی حضوری میں کھایا تو ان کے متعلق مقدس صحائف فرماتے ہیں "مذبح کی سی صورت --- یہ وہ میز ہے جو خداوند کے حضور ہے" (حزقیال 22:41)

جو شخص ہر وقت فضول' بے معنی گپ شپ میں مصروف رہتا ہے وہ اپنے آپ پر بدکاری جمع کرتا ہے۔ توریت کے مطالعہ سے غافل رہنا بالآخر جہنم کا وارث ٹھہرنا ہے۔ لہٰذا اپنے لئے توریت سکھانے والا استاد اور معلم ڈھونڈو اور اپنے ساتھ سیکھنے والے ساتھیوں کی تلاش کرو اور تمام انسانوں کو اسی معیار اور قدر کے مطابق تولو اور سمجھو۔

ہارون کے شاگردوں اور پیروکاروں میں داخل ہو جاؤ جو امن پسند۔ صلح و سلامتی کے طالب دوسروں سے برادرانہ الفت بڑھانے کے خواہشمند اور توریت کے نزدیک آنے اور ساتھ رہنے کے متلاشی ہیں۔ جو اپنے علم کو بڑھاتا نہیں وہ اسے گھٹاتا ہے اور جو توریت کا مطالعہ نہیں کرتا وہ نیستی و بربادی کا حتیٰ کہ مستحق ہے۔ اور جو اپنے لئے توریت کے نام' بل بوتے اور بہانے اور سہارے توریت کو تاج بناتا ہے وہ اسے کھودے گا لہٰذا اپنے لئے توریت کے مطالعہ کا وقت مقرر کرلو۔

جب دس لوگ جمع ہوں اور توریت کے متعلق بات چیت اور گفتگو کریں تو یہ حضوری کے خیمہ اور خدا کے پاک مسکن کی مانند ہے کیونکہ زبور نویس لکھتا ہے "خدا کی جماعت میں خدا کھڑا ہوتا ہے" (1:81) اگر پانچ شخص بھی اٹھے ہوں تو ان کے متعلق نبی فرماتا ہے "خداوند لشکروں کا خدا ہے --- وہی آسمان اور زمین میں اپنے بالاخانے بناتا ہے اسی نے زمین پر اپنے گنبد (گروہ) کی بنیاد رکھی ہے" (عاموس 6-5:9) اگر تین جمع ہوں تو ان کے لئے زبور نویس کہتا ہے کہ وہ "خدا کی جماعت" ہیں (1:81) اگر دو بھی ہوں تو خداوند توجہ سے سنتا ہے (ملاکی 16:3) حتیٰ کہ اگر ایک

بھی ہو تو اس کے متعلق لکھا ہے۔

"تم میرے لئے مٹی کا مذبح بناؤ اور اپنی سوختنی قربانیوں اور اپنی سلامتی کی قربانیوں اپنی بھیڑوں اور اپنے بیلوں کو اس پر گزارنا کرو۔ ہر ایک جگہ میں جہاں میرا نام یاد کیا جائے گا میں تیرے پاس آؤں گا اور تجھے برکت دوں گا" (خروج 24:20)

جو توریت کا مطالعہ کرنا اور اس کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے ہر طرح سے برکت اور اجر پائے گا کیونکہ کلام مقدس میں لکھا ہے "جس کی مسرت خداوند کی شریعت میں ہے اور جو دن رات اس کی شریعت پر دھیان لگاتا ہے۔ وہ اس درخت کی مانند ہے جو پانی کی نہروں کے پاس لگایا گیا ہے جو اپنے وقت پر پھل دیتا ہے۔ جس کے پتے نہیں مرجھاتے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے" (زبور 1:2-3)

2- توریت اور کائنات

توریت یہودی زندگی کی بنیاد۔ مرکز اور معراج ہے۔ اس کے بغیر تمام کائنات اور نسل انسانی میں بے ربطی و بے نظمی اور اخلاقی زوال اور نیستی کا عجیب منظر چھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی عقیدہ کے مطابق توریت کائنات اور دنیا اور ارض و سماں کی تخلیق و کائنات سے پیشتر بھی موجود تھی۔ اگر توریت نہ ہوتی تو آسمان و زمین قائم ہی نہ رہتے۔ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اگر میرا دن اور رات کے ساتھ عہد (بندھن_ توریت) نہ ہو اور اگر میں نے آسمان اور زمین کے لئے نظام مقرر نہ کیا ہو" (ارمیاہ 25:33)

دوسری وجہ یہ ہے کہ الخالق کے لئے سب سے عزیز ترین اور اس کی نظروں میں مرغوب ترین شے توریت ہے لہٰذا اس نے توریت کو اول ترین درجہ پر خلق کیا ہو گا۔

ایک روایت کے مطابق توریت تخلیق کائنات سے دو ہزار سال پہلے وجود میں آئی۔ دوسری رائے اور روایت یہ کہتی ہے کہ توریت تخلیق کائنات سے نو سو چوہتر (974) نسلیں پہلے لکھی گئی اور الوحید والقدوس کے پاس موجود تھی۔

یہ نظریہ بھی بہت قدیم ہے کہ کائنات کا تمام تر نظام توریت کے وجود پر مبنی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ القدوس نے تخلیق کے کاموں کے ساتھ یہ شرط لگائی تھی کہ اگر اسرائیل توریت کو قبول کرے گا تو تم سب قائم و دائم رہو گے اور اگر بنی اسرائیل نے توریت قبول نہ کی تو میں تمہیں پھر سے بے ربطی و بد نظمی میں بدل دوں گا۔

حبقوق 14:1 میں یوں مرقوم ہے "وہ آدمیوں کو سمندر کی مچھلیوں کی طرح---" اس آیت میں انسان کو مچھلی سے تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کیونکہ جس طرح مچھلی جونہی پانی کے بغیر اور باہر خشک زمین پر آئے تو موت واقع ہوتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہو گا جو اپنے آپ کو توریت سے علیحدہ رکھتا ہے۔

مشہور عالم ربی اکیبا نے بنی اسرائیل کے لئے ایک مشہور تمثیل کہی۔ ایک دفعہ روم کی ظالم حکومت نے یہ فرمان جاری کیا کہ آئندہ بنی اسرائیل کو توریت رکھنے کی اجازت نہ ہو گی۔ پاپوش بن یہودہ نے ربی اکیبا سے ملاقات کی تو دیکھا کہ عظیم محفل جمی ہے اور سب توریت کے مطالعہ میں محو و مصروف ہیں۔ پاپوش نے کہا "ربی کیا تم ظالم رومی حکومت سے خوفزدہ نہیں؟" ربی اکیبا نے کہا میں تمہیں ایک تمثیل سناتا ہوں۔

یہ معاملہ اس کی مانند ہے کہ ایک دفعہ ایک لومڑی ندی کے کنارے جا رہی تھی۔ اس نے چند مچھلیوں کو ادھر ادھر سے ایک جگہ جمع ہوئے دیکھا۔ لومڑی نے مچھلیوں سے کہا "تم کس سے بھاگ رہی ہو اور خوف میں فرار حاصل کر رہی ہو" مچھلیوں نے جواب دیا کہ ہم ان جالوں سے خوفزدہ ہیں جو ہمیں پکڑنے کے لئے

انسان ہمارے خلاف لا رہے ہیں۔ لومڑی نے مچھلیوں سے کہا "میری خوشی کو پورا کرو اور میری عزت کا بھرم رکھو۔ کنارے کی خشک زمین پر چلی آؤ اور ہم مل جل کر اس طرح اکٹھے ساتھ رہیں گے جس طرح میرے اور تمہارے باپ دادا باہم رہتے تھے۔" مچھلیوں نے جواباً کہا کیا تم وہی نہیں جس کے متعلق ہمارے آباؤ اجداد نے ہمیں بتایا کہ تم تمام جانوروں میں سے چالاک ہوشیار ہو لیکن تم تو بالکل چالاک نہیں نکلی۔ تم تو بے وقوف اور احمق ہو کیونکہ اگر ہم پانی میں رہ کر جو ہماری زندگی کا عنصر ہے" ڈرتی ہیں تو کتنا زیادہ خشکی پر خوفزدہ نہ ہوں گی جو ہماری موت کا عنصر ہے۔

ربی اکیبا نے کہا۔ نتیجتاً" یہی حال ہمارا ہے۔ اب جب کہ ہم اکٹھے بیٹھ کر توریت پڑھنے میں مصروف ہیں تو ہم اس خطرہ میں ہیں تو اگر ہم توریت سے علیحدہ ہو جائیں تو ہم کس قدر زیادہ سنجیدہ اور شدید خطرہ میں نہ ہوں گے۔ کیونکہ لکھا ہے۔

"اور آج کے دن میں نے زندگی اور موت اور برکت و لعنت تمہارے سامنے رکھی ہے۔ پس تم زندگی چن لو تاکہ تو اور تیری اولاد زندہ رہو کہ تو خداوند اپنے خدا کو پیار کرے اور اس کے حکم کی تابعداری کرے اور اس سے لپٹا رہے کیونکہ اسی سے تیری زندگی اور تیرے ایام کی درازی ہے تاکہ تو اس ملک میں بستا رہے جس کی بابت خداوند نے تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب سے قسم کھائی کہ وہ ان کو عطا کرے گا" (شرع 30:19-20)

القدوس و القادر کی پانچ مخصوص و محبوب ملکیت ہیں اور انہیں اس نے خصوصاً اپنی کائنات میں اپنے لئے بنایا ہے۔ یعنی

توریت

آسمان و زمین

ابراہیم

اسرائیل

ہیکل

توریت کے متعلق ہم یہ اس لئے جانتے ہیں اور ایسا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ لکھا ہے ”خداوند اپنی راہ کے شروع میں مجھے رکھتا تھا۔ اس لئے پیشتر کہ ابتدا میں کچھ بنایا۔ میں ازل سے نصب کی گئی --- پس اب اے فرزندو میری سنو کیونکہ مبارک ہیں وہ جو میری راہوں کو مانتے ہیں --- مبارک ہے وہ انسان جو میری سنتا ہے --- جس نے مجھے پایا۔ اس نے زندگی پائی اور خداوند کی خوشنودی حاصل کی۔“

(امثال 8:22-36)

توریت زندگی ہے۔ اس میں حیات کی قوت پوشیدہ ہے۔ کلام مقدس میں اس حقیقت پر بار بار زور دیا گیا ہے کہ اگر کوئی وفاداری سے شریعت پر عمل کرے تو یہ اس کے لئے زندگی ہے اور اگر کوئی توریت سے غفلت اور لاپرواہی کرے تو یہ اس کے لئے جان لیوا، لعنت اور زہر قاتل ہے ”لیکن جو مجھ سے محروم ہے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ سب جو مجھ سے نفرت رکھتے ہیں موت کو پیار کرتے ہیں۔“

(امثال 8:35-36)

توریت تمام بیماریوں کے لئے دوا اور باعث شفا ہے۔ روایت ہے کہ اگر کوئی سفر پر ہو اور اس کے پاس کوئی حفاظتی وسیلہ نہ ہو لیکن اگر توریت پاس ہو تو کافی ہے کیونکہ لکھا ہے ”کیونکہ وہ تیرے سر کے لئے زینت کا سہرا اور تیری گردن کے لئے طوق ہوگی“ (امثال 1:9) یہاں عبرانی زبان میں جو لفظ سہرا کے لئے ہے۔ اس کے معنی ضابطہ اور محافظ کے بھی لئے جاسکتے ہیں۔

پس اگر مسافر کے سر میں درد اور تکلیف ہے تو توریت پر غور کرے کیونکہ لکھا ہے ”وہ تیرے سر کے لئے“ اور اگر اس کے گلے کے اندر باہر تکلیف یا درد ہے تو توریت پاس رکھے کیونکہ لکھا ہے ”تیری گردن کے لئے“ اور اگر اس کے گردوں،

ناف یا ہڈیوں میں درد ہے تو توریت پاس رکھے کیونکہ لکھا ہے "وہ تیرے بدن (ناف) کی صحت اور تیری ہڈیوں کی طراوت ہوگی" (امثال 8:3) اگر اس کے تمام جسم میں درد ہے تو توریت پاس رکھے کیونکہ لکھا ہے "کیونکہ وہ ان کے لئے جوان کو پاتے ہیں۔ حیات اور جسم کے لئے صحت ہیں" (امثال 22:4)

لہٰذا توریت یہودی دین' ایمان اور زندگی کا اہم ترین ناگزیر حصہ اور انگ ہے۔ اس لئے تحریر ہے "اے میرے بیٹے میرے کلام کی طرف دھیان لگا۔ میری باتوں کی طرف اپنے کان مائل کر۔ اپنی آنکھوں سے انہیں الگ نہ کر اور اپنے دل کے باطن میں انہیں رکھ۔ کیونکہ وہ ان کے لئے جو ان کو پاتے ہیں حیات اور سارے جسم کے لئے صحت ہیں۔ (امثال 4:20-22)

3- توریت کی تلاوت اور زندگی

"اس لئے ہمت کر کے دلیر ہو تاکہ اس تمام شریعت کو جس کی بابت تجھے (یوشع کو) میرے بندہ موسیٰ نے حکم دیا مانے اور اس پر عمل کرے اور اس سے دہنے یا بائیں نہ پھرے تاکہ جہاں کہیں تو جائے تو کامیاب ہو یہ شریعت کی کتاب تیرے منہ سے جدا نہ ہو بلکہ رات اور دن اس پر غور کرتا رہ۔ تاکہ تو اس کو مانے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرے کیونکہ تب ہی تو اپنی راہوں میں اقبال مند ہوگا اور تب ہی تو کامیاب ہوگا" (یوشع 1:7-8)

خداوند کے کلام کی یہ سنہری آیات اس موقعہ اور متن سے ہیں۔ جب بنی اسرائیل اردن کے مشرقی ساحل پر کوہ بنو کے پاس کھڑے تھے۔ قوم کا راہنما خدا کا خادم کوہ نبو کی چوٹی پر ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پا گیا اور خداوند خدا نے موسیٰ کی وفات کی بعد قوم کی قیادت نون کے بیٹے یوشع کو بخشی۔ خداوند خدا نے اسے حوصلہ اور دلیری دی اور توریت پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کو کہا۔

بزرگ استادوں اور معلمین نے کہا ہے جو توریت کی عزت کرتا ہے۔ نسل انسانی اس کی عزت کرے گی لیکن جو توریت کی توہین کرتا ہے۔ نسل انسانی اس کی توہین کرے گی جو کوئی غربت اور کسمپرسی اور بے بسی میں زندگی بسر کرکے بھی توریت پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ وہ بالاخر خدا سے فراوانی اور کثرت حاصل کرے گا۔ اس کے برعکس جو کثرت و فراوانی کے ایام میں توریت سے غفلت برتتا ہے۔ وہ غربت و کسمپرسی کی حالت میں بھی توریت سے لاپرواہ اور غافل رہے گا۔

پس توریت کے مطالعہ میں دھیان 'محنت' جذبہ و شوق اور غور و فکر سے کام لو اور کسی قسم کی لاپرواہی غفلت اور غلطی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لاپرواہی اور غلطی دھیرے دھیرے تمہیں گناہ کا مرتکب بنا دے۔ اس کے برعکس جتنی زیادہ توریت اتنی زیادہ حیات' یعنی جس نے توریت سے لگاؤ اور عشق پیدا کیا اس نے گویا زندگی حاصل کی۔ لیکن اگر تم نے توریت کو بہت پڑھنا سیکھا ہے۔ تو اس کے لئے اپنے آپ پر فخر نہ کرو بلکہ اپنے خالق کی شکر گزاری کرو اور صرف اسی پر فخر کرو۔

توریت کی تلاوت اور روزمرہ زندگی کی محنت کا چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ یہ دونوں کام محنت طلب افعال ہیں اور ان میں ثابت قدمی اور جدوجہد ضروری ہے اور ہر دو میں دل جمعی سے کام لینا پڑتا ہے دوسرا مشترکہ عنصر یہ ہے کہ ان دونوں افعال یعنی مطالعہ توریت اور روزمرہ کی محنت کی ادائیگی سے انسان کو گناہ بھول جاتا ہے۔

یہودیوں کے مفکرین اور اساتذہ ایک اور دلچسپ بات یہ بھی بتاتے ہیں کہ محنت اور مطالعہ توریت کا رشتہ یہ بھی ہے کہ جس طرح محنت کے بغیر مطالعہ توریت آخر کار بے اثر اور بے ثمر ہوگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ محنت کے بغیر مطالعہ گناہ کا باعث اور سبب بن سکتا ہے۔ کیونکہ خالی ذہن انسان گناہ سے خوفزدہ نہیں ہوتا بلکہ خالی ذہن شیطان کا کارخانہ ہے۔ جہاں نت نئی بری راہیں ایجاد ہوتیں اور منصوبے

بنائے جاتے ہیں۔

توریت کی تلاوت سے بے بہرہ اور لاپرواہ انسان خدا پرست نہیں ہو سکتا۔ بالکل اسی طرح جس طرح شرمیلا انسان اچھا طالب علم نہیں بن سکتا اور نہ ہی زیادہ سیکھ سکتا ہے اور جس طرح جلد باز اور جذباتی شخص اچھا استاد اور معلم نہیں بن سکتا اور نہ سکھا سکتا ہے نہ ہی تجارت میں مصروف و متفکر اور اس کی بدولت تذبذب سے معمور شخص توریت کی عقل اور حکمت حاصل کر سکتا ہے۔ لہٰذا توریت کے ساتھ محنت اور محنت کے ساتھ ساتھ توریت کا مطالعہ بہت مفید اور موثر ثابت ہوتا ہے اور توریت اور محنت کا علیحدہ علیحدہ ہونا نہ صرف مفید ہوگا بلکہ ضرر رساں ہو سکتا ہے۔

توریت کے مطالعہ کے وقت مکمل دھیان لگاؤ اور غور سے پڑھو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ تم غیر مومن اور غیر قوم کو کیسے اور کیا جواب دو گے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تم کسی کی کھیتی میں محنت و مزدوری کر رہے ہو اور تمہارا اجر و انعام دینے والا ہے اور یہ تمہارا فرض اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ تم اپنی محنت و مزدوری احسن طریقہ سے ادا کرو۔ ضروری نہیں کہ کام مکمل ہو لیکن تم اسے ادھورا بھی چھوڑنے کے حق دار نہیں اگر تم نے بہت محنت کے ساتھ توریت کا بہت مطالعہ کیا ہے تو تمہیں اس محنت کے بعد بہت سے اجر و انعام کی توقع ہو سکتی ہے کیونکہ تمہارا آجر اور مالک اجرت اور عوضانہ بخشنے میں عادل، وفادار اور بہت فیاض ہے۔ وہ محنت سے کہیں بڑھ کر اجر و انعام عطا کرے گا اور یہ جان رکھو راستباز کا یہ سب اجر و انعام آخر میں ملے گا۔

"میری جان ان کو بلاناغہ یاد کرتی ہے۔ میں اس بات پر دل میں سوچوں گا اور اسی سبب سے میں امیدوار ہوں -- خداوند اپنے منتظرین کے لئے نیک ہے اور اس جان کے لئے بھی جو اس کی طالب ہو۔ یا اچھا ہے کہ خاموشی میں خداوند کی نجات کا

انتظار کیا جائے آدمی کے لئے یہ اچھا ہے کہ لڑکپن ہی سے جوا اٹھائے" (مرثیے 27-20:3) ارمیا نبی کی ان آیات میں جوا اٹھانے سے مراد اجر حاصل کرنے کا ہے اور جو کوئی توریت کا جوا اپنے کندھوں پر اٹھالیتا اس سے دنیا کے فکروں کا بوجھ اٹھالیا جاتا ہے۔ لیکن جو خود کو توریت کے جوئے سے آزاد اور علیحدہ کرتا ہے۔ اس پر دنیاوی فکروں کا بھاری جوالادیا جائے گا۔

جو اپنے مطالعہ توریت سے بار بار ادھر ادھر کی اشیاء اور واقعات اور آنے جانے والے لوگوں کی وجہ سے دھیان قائم نہیں رکھتا اور توریت سے دھیان اٹھا کر کہتا ہے "کون آیا ہے "یا" یہ درخت کتنا خوبصورت ہے" "یا" وہ پرندہ کس قدر اچھا اڑ رہا ہے۔ وہ اپنی حیات کو ترک کرتا اور مقصد سے گمراہ ہے۔ دھیان سے پڑھنا اور بغور یاد رکھنا چاہئے کیونکہ مقدس صحائف میں مرقوم ہے" تو ان باتوں کو فراموش نہ کرے جو تیری آنکھوں نے دیکھیں اور وہ تیری زندگی کے تمام دنوں میں تیرے دل سے جاتی نہ رہیں بلکہ اپنے بیٹوں اور پوتوں کو سکھا" (شرع 9:4) پس انسانوں کو قصداً اور آزادانہ جان بوجھ کر اپنے دل اور زندگی سے توریت کے اسباق اور الفاظ ترک نہیں کرنے چاہیں۔

ربی چار قسم کے کردار کا ذکر کرتے ہیں۔ جو بیت المطالعہ میں توریت پڑھتے اور بعد ازاں جائے مطالعہ سے باہر زندگی میں ان پر عمل کرتے یا بھول جاتے ہیں۔

پہلا وہ ہے جو دار المطالعہ میں جاتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا اسے صرف دار المطالعہ جانے کے شوق اور کوشش کا اجر ملے گا۔

دوسرا اس کے برعکس وہ ہے جو عمل کرتا ہے لیکن بیت المطالعہ میں نہیں جاتا ایسے کو صرف عمل کرنے کا اجر ملے گا۔

تیسرا وہ ہے جو جائے مطالعہ میں بھی جاتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے۔ ایسا شخص ولی اور خدا کا مقدس ہے۔

اور چوتھا وہ شخص ہے جو نہ تو دار المطالعہ ہی جاتا ہے اور نہ ہی عمل کرنے کا سوچتا اور کوشش کرتا ہے وہ بدکار اور ناراست ہے اور ایسا شخص جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا۔

ایک ایسا شخص بھی ہے جس میں گناہ کا خوف اور علم، توریت کے علم سے پہلے ہی آجاتا ہے اس کی حکمت اور دانش قائم رہے گی اور جس کی حکمت سے اس کے نیک اعمال زیادہ ہیں۔ اس کی حکمت قائم رہے گی۔ اس کے برعکس جس کی حکمت زیادہ لیکن اعمال کم ہیں۔ اس کی حکمت بھی جلد ہی کم ہو جائے گی۔ اسرائیل اس لئے خداوند کا مخصوص اور پسندیدہ ہے کیونکہ توریت اور خدا کا وہ کلمہ بخشا گیا۔ جس سے سب کچھ خلق ہوا اور ہستی میں لایا گیا۔ "کیونکہ میں تمہیں تلقین کرتا (اچھی تعلیم اور تربیت دیتا) ہوں۔ سو تم میری تعلیم کو ترک نہ کرو" (امثال 2:4)

جہاں توریت نہیں وہاں آداب اور اخلاق نہیں اور جہاں اخلاق اور آداب نہیں وہ توریت بھی نہیں۔ جہاں حکمت نہیں وہاں خداوند کا خوف بھی نہیں اور جہاں خداوند کا خوف نہیں وہاں حکمت بھی نہیں۔ جہاں علم نہیں وہاں مفاہمت نہیں اور جہاں مفاہمت نہیں وہ علم بھی نہیں لہٰذا توریت کو سر کا تاج اور اپنا فخر بناؤ اور اس پر عمل کرو۔

4- توریت کی کاملیت اور افضلیت

توریت، الٰہی ذہن کا عکس اور خدا کی مرضی کا آئینہ ہے۔ پس اس کے کیا معنی ہیں "جو کوئی انجیر کے درخت کی نگہبانی کرتا ہے وہ اس کے پھل میں سے کھائے گا" (امثال 18:27) اس مقدس آیت میں توریت کو انجیر سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ ہر پھل میں کچھ نہ کچھ اور کوئی نہ کوئی حصہ اور عنصر ایسا ضرور ہوتا جو پھینکا جاتا ہے۔ کھجور میں بیج ہے۔ انجور اور انار میں گودا اور چھلکا لیکن انجیر ایسا پھل ہے۔

جو سارے کا سارا کھایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح توریت مقدس کی باتوں اور کلمات میں سے سب کچھ ہضم اور جذب کرنے کے لئے ہے اور کچھ بھی ضائع کرنے کے لئے نہیں۔

توریت کی تعریف اور عظمت انبیاء کی زبانی مختلف علامات سے بیان کی گئی ہے۔ توریت کے الفاظ کو پانی' مے' تیل' شہد اور دودھ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

"پانی سے تشبیہ دیتے وقت یہ کہا گیا ہے "اے تمام پیاسو پانی کے پاس آؤ" (اشعیا 1:55) جس طرح پانی دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک بہتا اور پھیلتا جاتا ہے۔ اسی طرح توریت زمین کی ہر سمت اور انتہا تک پہنچتی ہے اور پانی کی طرح توریت بھی دنیا کی زندگی کے لئے حیات بخش ہے۔

جس طرح پانی آسمان اور پہاڑوں سے گرتا اور اترتا ہے۔ اسی طرح توریت آسمان کی بلندیوں سے اتری ہے پانی کی طرح توریت بھی روح کو تروتازہ کرتی ہے۔

جس طرح پانی انسان کی طہارت اور پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح توریت انسان کو تمام اخلاقی و ایمانی ناپاکیوں سے دھوتی اور صاف کرتی ہے۔ جس طرح پانی قطرہ قطرہ گر کر اور جمع ہو کر نالے ندیاں' دریا سمندر بن جاتا ہے۔ اسی طرح انسان ہر روز توریت کے الفاظ' آیات سیکھ کر آہستہ آہستہ علم کا بہتا اور رواں دریا بن جاتا ہے۔

جس طرح جب تک انسان پیاسا نہ ہو پانی جسم کو محظوظ نہیں کرتا اسی طرح توریت ہے جب تک اس کی تڑپ اور خواہش نہ ہو جس طرح پانی بلند جگہ اور مقام چھوڑ کر پست' ڈھلان اور نچلے مقام کی جانب آتا اور بہتا ہے اسی طرح توریت مغرور دل۔ گھمنڈ ذہن خود پرست انسان کو چھوڑ کر حلیم' غریب کی طرف بڑھتی ہے۔ پانی سونے اور چاندی کے برتنوں میں تازہ اور صحت بخش نہیں رہتا۔ بلکہ مٹی کے برتنوں میں یا کم قیمت دھات سے بنے ہوئے برتنوں میں اسی طرح توریت بھی اس

شخص میں نہیں بستی جب تک وہ خود کو مٹی کے برتن نہ سمجھے (2 قر 7:4)

جس طرح امیر ترین اور دولت مند آدمی پیاس کے وقت غریب ترین اور کم تر آدمی سے بھی کہے گا مجھے پینے کو دے اسی طرح توریت کے علم کے حصول کے لئے عظیم اور اعلیٰ حیثیت رکھنے والے آدمی کو بھی اپنے سے کم تر کو یہ کہتے ہوئے نہیں شرمانا چاہئے کہ مجھے توریت اور شریعت کا ایک باب یا چند الفاظ سنا اور سکھا اور جس طرح پانی میں تیرنا نہ جاننے والا بالاخر غوطے کھاتا اور ڈوب جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی توریت کے الفاظ کی روشنی میں زندگی کے لئے فیصلہ کرنا نہیں جانتا وہ بالکل مغلوب ہو جائے گا۔

بحث و مباحثہ کی غرض سے آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح ایک جگہ پر پڑے پڑے پانی گندہ اور بدبودار ہو جاتا ہے تو کیا توریت کا بھی یہی حال ہے۔ اسی حالت میں توریت کا موازنہ مے سے کیا جائے کیونکہ جس طرح مے کو جتنا رکھا جائے اور جتنی پرانی ہوتی جائے اس کے ذائقہ اور وقعت اور اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توریت کے الفاظ ہیں جوں جوں وہ زندگی اور جسم میں پرانے ہوتے جاتے ہیں اور ایک ہی جگہ پر مجسم اور مقیم رہتے ہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پانی دل کو فرحت و شادمانی نہیں بخشتا تو یہی حال توریت کے کلام اور الفاظ کا ہے۔ اس صورت میں بھی توریت کا موازنہ مے سے کیا جائے جس طرح مے دل کو فرحت۔ راحت اور خوشی بخشتی ہے ایسے ہی توریت کے الفاظ انسانی دل کو شادمانی و سکون بخشتے ہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ کبھی کبھار چند خاص حالات میں مے سر اور جسم کے لئے ضرر رساں ہے تو کیا توریت کا بھی یہی حال ہے۔ ان حالات میں تیل سر اور بدن کو سکون اور آرام میسر کرتا ہے اسی طرح توریت کے الفاظ ہیں جو ذہن کو طراوت اور جسم کو تازگی بخشتے ہیں۔

کوئی یہ بھی سوال کر سکتا ہے کہ تیل پہلے پہل ذائقہ میں کڑوا ہے اور آخر میں میٹھا۔ کیا توریت بھی ایسے ہی ہے۔ اس موازنہ کے لئے توریت کو شہد اور دودھ جو شروع سے آخر تک میٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح توریت کے الفاظ ہیں--- لیکن اگر تم یہ کہو کہ شہد میں موم نما گودا ہوتا ہے جن میں مکھیاں شہد بناتی ہیں اور جو بد ذائقہ ہوتا ہے۔ تو کیا توریت کا بھی یہی حال ہے۔ اس حالت میں توریت کا موازنہ دودھ سے کیا جائے جس کا ذرہ ذرہ میٹھا اور مفید ہوتا ہے کیونکہ جس طرح دودھ صاف اور پاکیزہ ہے۔ اسی طرح خدا کا کلام ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ دودھ میں ملاوٹ کی جا سکتی ہے دودھ پھٹ جاتا ہے کئی دفعہ جم کر ذائقہ بدل جاتا ہے تو کیا توریت کے الفاظ کا بھی یہی حال ہے۔ تو ان حالات میں توریت کو شہد اور دودھ کے ملائے جانے سے تشبیہ دی جانی چاہئے جس طرح وہ باہم جسم کے لئے ضرر رساں نہیں ہیں۔ اسی طرح توریت کے الفاظ اور خدا کا کلام کبھی بھی انسان کے دل و دماغ، جسم و روح کے لئے نقصان دہ ثابت نہیں ہو سکتا۔

توریت اس قدر کامل ہے کہ اسے کبھی بھی بڑھایا گھٹایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے خدا کبھی بھی دوسری توریت دینے کا نہ سوچے گا اور نہ ہی اس کی تنسیخ کا حکم دے گا اور جس طرح خدا نے موسیٰ سے فرمایا "وہ آسمان میں نہیں" (شرع 12:30) اس سے مراد یہ ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ کوئی دوسرا موسیٰ آئے گا اور وہ تمہارے لئے آسمان سے لائے گا کیونکہ میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا ہے کہ وہ آسمان میں نہیں۔ یعنی اس کا کوئی حصہ آسمان میں باقی نہیں۔

"کیونکہ یہ حکم جس کی بابت آج کے دن میں تجھے فرمان دیتا ہوں۔ تیری طاقت سے باہر نہیں اور نہ تجھ سے بعید ہے وہ آسمان میں نہیں کہ تو کہے کہ کون ہمارے لئے آسمان پر چڑھے گا اور اسے ہمارے پاس لائے گا اور ہمیں سنائے گا تاکہ ہم اس پر عمل کریں اور نہ وہ سمندر کے پار ہے کہ تو کہے کہ کون ہمارے لئے سمندر کے پار

جائے گا اور اسے ہمارے پاس لائے گا اور ہمیں سنائے گا تاکہ ہم اس پر عمل کریں۔

پر کلمہ تیرے بہت نزدیک ہے

تیرے منہ میں ہے

اور تیرے دل میں ہے

تاکہ تو اس پر عمل کرے۔ (تثینہ شرع 30:11-14)

بنی اسرائیل خدا کا خاص المحبوب ہے۔ خدا نے اس سے محبت بڑھانے پیار گہرا اور مضبوط کرنے کے لئے شریعت و توریت یعنی اپنی مرضی اور دلی ہدایات عطا کی ہیں خدا نے اپنی توریت دینے میں بھی اسرائیل پر اپنی رحمت دکھائی ہے "اے بچو! باپ کی تادیب کو سنو اور دانشمندی حاصل کرنے کے لئے دھیان لگاؤ کیونکہ میں تمہیں تلقین کرتا ہوں۔ سو تم میری تعلیم کو ترک نہ کرو" (امثال 4:1-2) یہاں تلقین اور تعلیم کیلئے عبرانی کا فعل "توریت" سے ہے۔

توریت کا صرف یہودی دین و ایمان بلکہ اخلاق سے گہرا رابطہ اور چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جہاں توریت کا وجود نہیں وہاں اخلاق بھی نیست ہے اور جہاں اخلاق کا وجود نہیں وہاں توریت کا وجود بھی نہیں اور جہاں خدا کا خوف نہیں وہاں حکمت بھی نہیں۔ جہاں علم نہیں وہاں سمجھ و فہم نہیں اور جہان سمجھ و فہم نہیں وہاں علم بے سود اور بے کار ہے جہاں کھانا نہیں وہاں توریت نہیں اور جہاں توریت نہیں وہاں کھانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

جو توریت صرف اس لئے سیکھتا ہے کہ دوسروں کو سکھا سکے اس پر خود سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی دوہری ذمہ داری عائد ہے لیکن جو اس لئے سیکھتا ہے کہ اس پر عمل کرے اس پر سیکھنے سکھانے عمل کرنے اور اس پر قائم رہنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

توریت الہٰی ذہن اور رضا کا عین عکس ہے۔ اس لئے توریت ہر پہلو سے کامل ہے۔

پس امثال کی کتاب میں درج ہے "جو کوئی انجیر کے درخت کے نگہبانی کرتا ہے وہ اس کے پھل میں سے کھائے گا اور جو اپنے آقا کی خدمت کرتا ہے وہ عزت پائے گا۔(امثال 18:27)

یہاں توریت کو انجیر کے درخت اور انجیر کے پھل سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے؟ وجہ یہ ہے کہ تمام پھلوں میں کوئی نہ کوئی عنصر (چھلکا، بیج، گودا) ایسا ضرور ہوتا ہے وہ جسے پھینکنا اور ضائع کرنا پڑتا ہے مثلاً کھجور میں بیج، انگوروں میں دانے، انار کا چھلکا--- وغیرہ وغیرہ لیکن انجیر کا پھل تمام کا تمام کھایا اور ہضم کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح توریت ہے۔

توریت کی کاملیت اور افضلیت کو واضح کرنے کے لئے یہ تمثیل بھی اہم ترین ہے۔ توریت کے الفاظ پانی، مے، تیل، شہد اور دودھ کی مانند ہیں۔ اس لئے لکھا ہے۔ "اے تمام پیاسو پانی کے پاس آؤ اور جس کے پاس نقدی نہ ہو آؤ غلہ خریدو اور کھاؤ اور بغیر نقدی کے اور بے قیمت مے اور دودھ خریدو--- یعنی داؤد کی سچی نعمتیں تمہیں دوں گا" (اشعیاہ 55:1-3)

پانی کی مانند اس لئے کہ جس طرح پانی دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک بہتا اور پھیلتا ہے اسی طرح توریت بھی دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سنائی اور پہنچائی جاتی ہے اور جس طرح پانی جہاں کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے۔ ویسے ہی توریت دنیا کو حیات عطا کرتی ہے۔

جس طرح پانی آسمان سے گرتا ہے اسی طرح توریت بھی آسمان سے نازل ہوئی ہے اور جس طرح پانی قطرہ بہ قطرہ اور جمع ہو کر بہت سی ندیوں اور نہروں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان توریت سے ہر روز چند باتیں پڑھ کر، سن کر یا سیکھ کر علم کا سمندر بن جاتا ہے۔

جس طرح پانی دل و دماغ کو تازہ اور صاف کر کے راحت اور ٹھنڈک کا باعث

بنتا ہے۔ اسی طرح توریت روح کو تازہ و پاکیزہ کرتی ہے۔ جس طرح پانی انسانی جسم اور دیگر اشیاء کو گندگی و غلاظت سے دھوتا ہے۔ اسی طرح توریت انسان کو اخلاقی اور گناہ کی غلاظت سے دھوتی اور طہارت کا باعث بنتی ہے۔

جس طرح انسانی و حیوانی جسم میں جب تک پیاس نہ ہو پانی جاذبیت، افادیت اور لطف نہیں رکھتا۔ اسی طرح توریت بھی اس شخص کے لئے کشش اور جاذبیت نہیں رکھتی جو اس کے عشق میں پیاسا اور مبتلا نہ ہو کیونکہ جس طرح پانی بلندی اور سرفرازی کو چھوڑ کر ہمیشہ ڈھلان اور پستی کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرح توریت مغرور اور متکبر انسانوں کے دلوں و دماغوں کو ترک کرتی اور حلیم و غریب اور فروتن دلوں اور ذہنوں سے چمٹی رہتی ہے۔

ہاں جس طرح پانی سونے چاندی اور قیمتی دھاتوں کے ظروف میں صاف اور تازہ نہیں رہ سکتا۔ البتہ اسی سادہ حقیر اور کم ترین یعنی مٹی کے برتنوں میں سنبھالا اور محفوظ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح توریت بھی اس وقت تک انسان میں کافی دیر کے لئے نہیں ٹھہر سکتی جب تک وہ انسان اپنے آپ کو سونے اور چاندی کے اعلیٰ ظروف کی نسبت مٹی کے برتن کی طرح خدا کی نظروں میں حلیم، ادنیٰ اور حقیر نہ سمجھے۔

پانی اور توریت کے موازنہ سے متعلق ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جس طرح عظیم اور امیر ترین شخص بھی پانی کے لئے اپنے سے کم ترین شخص کو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتا "مجھے پینے کو پانی دے" اسی طرح توریت کے علم کی نسبت عظیم اور اعلیٰ ترین انسان کو اپنے سے کمتر، ادنیٰ اور حقیر کو بھی یہ کہتے ہوئے نہیں شرمانا چاہئے "مجھے ایک باب --- ایک آیت یا ایک لفظ پڑھ کر سنا اور سکھا"

جس طرح پانی کی سطح پر --- اگر انسان کو تیرنا نہ آتا ہو تو وہ شاید لہروں کی زد میں آ کر ڈوب جائے گا یہی حال توریت سے ہے۔ اگر کسی کو توریت کے الفاظ میں تیرنا نہ آئے اور وہ ان کی عزت و عقیدت کے ساتھ فیصلہ کر سکے تو وہ بھی جوش کی لہروں

میں ہلاک ہو سکتا ہے۔

ہاں البتہ کوئی یہ بھی دلیل دے سکتا ہے کہ جس طرح پانی ایک ہی جگہ پر پڑا اور کھڑا رہنے سے پرانا بدبودار اور جراثیم والا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توریت کے الفاظ کا بھی پڑے پڑے یہی حال ہوتا ہوگا تو اس صورت میں توریت کا پانی سے نہیں بلکہ مے سے مقابلہ و موازنہ کرنا چاہئے جس طرح سے مے جتنی پرانی ہو اور کافی عرصہ سے رکھ چھوڑی ہو اتنی ہی لذیذ' ذائقہ دار اور دل کو لبھاتی اور فرحت بخشتی ہے۔ اسی طرح توریت کے الفاظ جس قدر دیر سے اور عرصہ تک زندگی اور جسم میں قائم رہیں گے اتنی ہی زیادہ لذت اور ذائقہ بہم پہنچاتے ہیں۔

کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جس طرح پانی دل کو فرحت اور خوشی بخشتا ہے اسی طرح توریت کے الفاظ بھی دل کو فرحت و راحت عطا نہیں کرتے۔ اس صورت میں بھی پھر مے سے موازنہ کرنا چاہئے کہ جس طرح مے دل کو راحت اور خوشی پہنچاتی ہے اسی طرح توریت کے الفاظ بھی دل کو فرحت اور سرور بخشتے ہیں۔

اور اگر کوئی توریت اور مے کے موازنہ کے خلاف بھی یہ دلیل دے کہ کئی دفعہ مے جسم اور سر کے لئے غیر مفید اور نقصان دہ ثابت ہوتی ہے لہٰذا اسی طرح توریت کے الفاظ بھی کئی بار دل اور روح کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہوں گے۔ اس حالت میں توریت کا تیل سے موازنہ کرنا چاہئے کہ جس طرح تیل ہمارے جسم اور سر کے لئے سکون اور توانائی بخشتا ہے اسی طرح توریت کے الفاظ ہمارے جسم و جان کے لئے تقویت و تازگی اور سکون کا باعث بنتے ہیں۔

کوئی موازنہ کی خاطر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تیل (زیتون) پہلے کڑوا اور بعد ازاں میٹھا ذائقہ بخشتا ہے پس توریت کے الفاظ بھی ایسا ہی اثر رکھتے ہوں گے۔ اس ضمن میں توریت کے الفاظ کا دودھ اور شہد سے موازنہ کرنا چاہئے جس طرح وہ پہلے اور بعد میں شروع میں اور آخر تک میٹھے ہوتے ہیں اسی طرح توریت کے الفاظ کی

مٹھاس اور سرور ابدی ہے۔

توریت اور شہد کا موازنہ کرتے ہوئے کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ شہد میں تو چھتے کا غدود بدذائقہ ہوتا ہے اور اس سے شہد نکال کر یا چوس کر پھینکنا پڑتا ہے تو شاید توریت کے الفاظ کا بھی ایسے ہی حال ہوتا ہوگا۔ نہیں ایسی صورت میں توریت کا دودھ سے موازنہ کرنا چاہئے جس طرح دودھ صاف اور خالص ہوتا ہے۔ اسی طرح توریت کے الفاظ بھی خالص ہوتے ہیں۔

توریت اور دودھ کے موازنہ کی بات کرتے کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ دودھ بذات خود بے ذائقہ ہے اس میں کچھ نہ کچھ ملانا پڑتا ہے اور ملاوٹ صحت کے لئے خطرناک ہے یہی حال توریت کا بھی ہوتا ہوگا تو ایسی حالت میں توریت کا شہد اور دودھ کے مرکب اور محلول سے موازنہ کرنا چاہئے کہ جس طرح شہد اور دودھ اکٹھے ملا کر استعمال کرنے سے جسم کو کسی قسم کا گزند اور نقصان نہیں پہنچتا۔ اسی طرح توریت کے الفاظ ہیں وہ کبھی بے ذائقہ نہیں اور نہ ہی وہ ملاوٹ کے محتاج ہیں۔

نتیجتہ" یہ کہا جا سکتا ہے کہ توریت ہر پہلو سے کامل اور افضل ہے اور اس میں مزید اضافہ کی گنجائش، ضرورت اور حاجت بھی نہیں۔ پس خدا کو ایک اور مکاشفہ یا وحی کی ضرورت نہیں کیونکہ لکھا ہے کیونکہ یہ حکم جس کی بابت آج کے دن میں تجھے فرمان دیتا ہوں۔ تیری طاقت سے باہر نہیں اور نہ تجھ سے بعید ہے۔ وہ آسمان میں نہیں کہ تو کہے کہ کون ہمارے لئے آسمان پر چڑھے گا اور اسے ہمارے پاس لائے گا اور ہمیں سنائے گا تاکہ ہم اس پر عمل کریں۔ (شرع 30:11-12)

یہاں اس حوالہ میں "آسمان میں نہیں" سے مراد یہ ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ کوئی اور موسیٰ آئے گا اور آسمان سے ہمارے لئے توریت لائے گا۔ میں نے تمہیں پہلے ہی دے دی ہے لہٰذا یہ آسمان میں نہیں" یعنی آسمان میں نہ توریت اور نہ توریت کا کوئی حصہ باقی ہے۔ میں نے سب کچھ تمہیں عطا کر دیا ہے۔ سب کچھ تمہیں بخشا گیا ہے۔ سب کچھ تمہارے پاس ہے آسمان میں نہیں۔"

پر کلمہ
تیرے بہت نزدیک ہے
تیرے منہ میں ہے
اور تیرے دل میں ہے
تاکہ تو اس پر عمل کرے

(استثنا 30:14)

باب دوم

توریت سے تربیت

1- والدین اور خاندان

بچے والدین کے لئے خدا کی طرف سے خاص بخشش اور بیش بہا دولت قرار دیئے گئے ہیں ہر بچہ کی پیدائش اس امر کی ضامن اور تصدیق ہے کہ خدا ہماری تاریخ اور زندگیوں میں دلچسپی لیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر بچہ کی پیدائش والدین پر خاص ذمہ داری عائد کرتی ہے جس کے لئے والدین کو خدا کے حضور جوابدہ ہونا ہوگا- یہاں بائبل مقدس میں بچوں کی تعلیم و تربیت کی اہمیت سے متعلق چند روایات اور خیالات درج ہیں- اس کا مقصد اور غرض ہم اساتذہ کو بائبل مقدس کے دور کے وقت بچوں کی تعلیم سے متعلق ذمہ داریوں سے روشناس کرانا ہے-

ایک یہودی روایت ہے کہ جب نبی اسرائیل کوہ سینا کے دامن میں کھڑے تھے تو خداوند خدا نے فرمایا "کیا تم میری شریعت حاصل کرنا چاہتے ہو- میں تمہیں اپنی شریعت دوں گا- لیکن مجھے اس تصدیق اور ثبوت کے لئے ضامن دو کہ تم اس پر عمل کرو گے- تب میں اپنی شریعت تمہیں دوں گا" لوگوں نے کہا "اے مالک کونین ہمارے آباؤ اجداد (ابراہیم - اسحاق یعقوب) ہی ہمارے لئے باعث تصدیق اور ہمارے ضامن ہوں گے" خداوند خدا نے فرمایا "مجھے تمہارے آباؤ اجداد میں چند کمزوریاں اور اغلاط نظر آتی ہیں- اس لئے ان سے بہتر ضامن میرے پاس لاؤ تاکہ میں تمہیں اپنی شریعت عطا کروں-"

لوگوں نے جواباً عرض کیا "شاہ دو جہاں ہمارے انبیاء کرام ہمارے لئے باعث تصدیق اور ہماری وفاداری کے ضامن ہوں گے- خداوند خدا نے فرمایا- "مجھے ان

میں بھی چند خامیاں نظر آتی ہیں۔" اس پر لوگوں نے عرض کی "اے خدائے خالق و رازق ہمارے بچے ہمارے لئے ضامن اور تصدیق نامے ہوں گے" خداوند نے خوش ہو کر فرمایا "ہاں درحقیقت یہ راست اور بہترین ضامن ہیں۔ میں تمہارے بچوں کی خاطر تمہیں اپنے احکام قضائیں اور شریعت بخشوں گا۔"

والدین کے فرائض میں سب سے اہم ترین فرض بچوں کو خدا کا کلام سکھانا اور خدا کے قریب لانا ہے۔ بچوں کو کم سنی میں ہی تاریخ نجات کے وہ تمام عجائبات اور کرشمے سنائے اور یاد کرائے جاتے جو خدا نے اپنی قوم کے لئے کئے تھے۔ ابراہیم کی برکات صرف اس وقت حاصل ہوں گی۔ جب والدین بچوں کو خدا کی راہ میں قائم رہنے اور عدل و انصاف کرنے کی تلقین کریں گے "درحقیقت وہ ایک بڑی اور طاقتور قوم ہوگا۔ اور زمین کی سب قومیں اس میں برکت پائیں گی کیونکہ میرا لحاظ اس کے ساتھ اس لئے ہوگا کہ وہ اپنے بیٹوں اور اپنے بعد اپنی نسل کو حکم کرے گا کہ وہ خداوند کی راہ پر قائم رہیں اور عدل و انصاف کریں تاکہ ابراہیم کے لئے خداوند ان سب باتوں کو جو اس نے اس سے کہی ہیں پورے کرے" (تکوین 18:18-19)

والدین پر یہ فرض تھا کہ بچوں کو المسیح اور منجی دو عالم سے متعلق خدا کے تمام وعدوں کے پورا ہونے کا انتظار اور امید کرنا سکھائیں (کے ایل ناصر۔ بائبل کے زمانے کے دستور و رسوم صفحہ 154)

بچوں کو تربیت دینی اور توریت سکھانا گویا خود کوہ حوریب کے جلال کے مشاہدہ سے گزرنا اور شخصی تجربہ کرنے کے مترادف تھا "تو ان باتوں کو فراموش نہ کرے جو تیری آنکھوں نے دیکھیں اور وہ تیری زندگی کے تمام دنوں میں تیرے دل سے جاتی نہ رہیں بلکہ تو اپنے بیٹوں اور پوتوں کو سکھا۔ جس دن تو خداوند اپنے خدا کے سامنے حوریب میں کھڑا ہوا جب خداوند نے مجھ (موسیٰ) سے کہا کہ لوگوں کو میرے سامنے اکٹھا کر تاکہ میں ان کو اپنا کلام سناؤں تاکہ وہ سب دنوں میں جب تک کہ زمین پر

زندہ رہیں مجھ سے ڈرنا سیکھیں اور اپنے لڑکوں کو سکھائیں۔(تثنیہ شرع 4:9-10)
بچوں کی تعلیم اس قدر ضروری اور ناگزیر ہے کہ سب سے مقدس فرض یعنی ہیکل کی تعمیر کی وجہ سے بھی ملتوی نہیں کی جا سکی۔ ایک ربی کے مطابق ہماری دنیا مدرسوں اور سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کی سانسوں کے سہارے قائم ہے۔ ایک اور ربی فرماتے ہیں کہ جس شہر میں سکول یا تعلیم حاصل کرنے والے بچے نہیں وہ جلد ہلاکت سے گزرے گا ایک اور ربی کہتے ہیں کہ اگر تم نے بچپن میں خدا کا کلام سیکھا ہے تو تمہیں کچھ کمی نہیں لیکن اگر تم میں خدا کے کلام کی کمی ہے تو تم نے کچھ حاصل نہیں کیا۔

یہودی روایت میں ایسے والدین کی بہت تعریف کی گئی ہے جو بچوں کو لگاتار صبح و شام خدا کا کلام سناتا ہے۔ ایسے والدین کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہیں نفع تو اس زندگی میں ملتا رہتا ہے اور اصل رقم۔ ابدی زندگی میں ابدی خوشی ملے گی۔ سب سے بنیادی حکم جو بنی اسرائیل صبح و شام دہراتے ہیں وہ یہ ہے کہ

"سن اے اسرائیل! کہ خداوند ہمارا خدا وہی اکیلا خداوند ہے۔ پس تو خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے پیار کر اور یہ باتیں جن کا میں آج کے دن تجھے حکم دیتا ہوں تیرے دل میں رہیں اور تو یہ اپنے لڑکوں کو بار بار بتا اور ان کی بابت ان سے ذکر کر جس وقت تو اپنے گھر میں بیٹھے اور جس وقت تو راہ میں چلے اور جس وقت تو لیٹے اور جس وقت تو اٹھے اور نشانی کے لئے تو ان کو اپنے ہاتھ پر باندھ اور وہ تیری آنکھوں کے درمیان ٹیکوں کی طرح ہوں اور تو ان کو اپنے گھر کے دروازوں کی چوکھٹوں پر اور اپنے دروازوں پر لکھ (تثنیہ شرع 6:4-9)(11:18-20)

عبرانی زبان میں محاورہ ہے "بنیم بونیم۔ پہلے لفظ کے معنی بیٹوں کے ہیں یعنی بن کے جمع اور دوسرا لفظ بنانے والا تعمیر کرنے والا کے معنی رکھتا ہے۔ یعنی بچے معمار

ہوتے ہیں- بنیادیں بنانے اور تعمیر کرنے والے- بچے خدا کی طرف سے بخشش اور مستقبل کے ضامن اور مستقبل کے معمار- قوم کے مقدر اور خدا کے روبرو ہمارے ضامن- اس لئے بائبل مقدس میں بچہ کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا گیا ہے-

ایک یہودی روایت جو کسی وعظ کا حصہ ہے اس میں بلعام بن بعور اور گدارا کے اوناموس کو سب سے بڑے کوی، مفکر، عالم اور عاقل و دانشور قرار دیا گیا ہے ایک بار غیر یہودی اکٹھے ہوئے اور پوچھنے لگے "اے صاحب دانش ہمیں بتاؤ کہ ہم کس طرح بنی اسرائیل کے خلاف اٹھیں اور انہیں مغلوب کر سکیں- ان پر قابو پانے کے کیا طریقے ہیں" ان مفکروں اور دانشوروں نے جواب دیا "ان کے عبادت خانوں اور گھروں میں جاؤ- اگر تم بچوں کو خدا کا کلام پڑھنے اور سبق دہرانے کا شور و غل سنو تو سمجھ لو کہ پھر تم ان پر نہ تو قابو پا سکتے ہو اور نہ ہی انہیں مغلوب کر سکتے ہو کیونکہ اسی طرح ان کے آباؤ اجداد اسحاق نے انہیں یقین دہانی دی تھی "آواز تو یعقوب کی ہے پر ہاتھ عیسو کے ہیں- (تکوین 22:27) یعنی جب یعقوب کی آواز عبادت خانوں اور خاندانوں میں سنی جا رہی ہو تو عیسو کے ہاتھ اس پر کمزور بے طاقت اور بے کس ہیں" (تکوین 29:27)

بچپن سے بلوغت تک بچہ میں بڑی تیزی کے ساتھ اور بے شمار تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں- جسمانی نشوونما کے ساتھ ساتھ وہ خود کو تبدیل اور معاشرے میں ڈھالنے کی تگ و دو کرتا ہے- اس کے مشاہدہ میں ہر روز اضافہ ہوتا ہے اور نت نئے رشتوں کو جان کر اس کا حلقہ احباب وسیع ہوتا جاتا ہے وہ آہستہ آہستہ اپنے خیالات اور تصورات کو الفاظ دے کر دوسروں تک پہنچانا چاہتا ہے-

یہودی علما نے اس دور یعنی بچہ کے گہوارہ سے بلوغت تک کی تربیت پر بہت زور دیا ہے بچوں کی تعلیم بچپن سے شروع کرنا ضروری اور اہم دینی فرض ہے- بچہ

کے لئے خاندان پہلا سکول ہے۔ اس فرض کی ادائیگی خاندان کی پہلی بنیادی اور اہم ترین ذمہ داری قرار دیا گیا ہے کیونکہ گلی میں بچہ کی گفتگو قول و فعل اور کردار سب کچھ گھر کی چار دیواری اور خاندان کی گفتگو اور کردار کی عکاسی کرتی ہے۔

بائبل مقدس میں بچوں کی دینی تعلیم کے لئے منظم و مرتب درس یا سلیبس اور تدریس کے طریقے درج نہیں کہ کس طرح بچہ کو خاندان جماعت قبیلہ یا قومی سطح پر تعلیم و تربیت دی جائے لیکن والدین اور اساتذہ کے فرائض اور ذمہ داری پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ والدین کو ہدایت تلقین اور نصیحت کی گئی ہے کہ بچوں سے درست پر شفقت سلوک و برتاؤ کے ساتھ پیش آئیں اور غلطی کرنے پر ان سرزنش و تادیب کریں۔

والدین کا بچوں کو تعلیم سکھانا صرف اس وقت ہی واجب اور مناسب نہیں جب بچے دلچسپی ظاہر کریں۔ یا سوال کرنے اور معلومات پوچھنے کے ذریعے عقل کا مظاہرہ کریں بلکہ اس کام میں پہل خود والدین کو کرنی چاہئے اور ہر حال میں بچے میں خدا کے کلام کے لئے دلچسپی پیدا کرنی شروع کرنا چاہئے۔ اس لئے تعلیم سکھانی کب شروع کرنی چاہئے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جونہی بچہ باتیں کرنا شروع کرے اس کے ساتھ ہی ساتھ اسے والدین یہ سکھانا شروع کر دیتے ہیں "سن اے اسرائیل! کہ خداوند ہمارا خدا ہی اکیلا خداوند ہے" جوں جوں بچہ زیادہ باتیں کرتا ہے۔ اس اقرار ایمان کا دوسرا حصہ "پس تو خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے پیار کر" (تثنیہ شرع 6:4-5) کیونکہ "بڑا اور پہلا حکم یہی ہے" (مرقس 12:29-30)

تیسرے جنم دن اور سالگرہ کے بعد بچہ کو عبرانی زبان کے حروف ابجد سکھائے جاتے تاکہ وہ توریت پڑھنے کے قابل ہو جائے بعد ازاں سب سے پہلے احبار کی کتاب پڑھنی سکھائی جاتی ایک ربی سے جب پوچھا گیا کہ تکوین کی نسبت احبار کو

کیوں ترجیح دی جاتی ہے تو اس نے جواب دیا کہ خداوند نے فرمایا ہے بچے پاک اور پاکیزہ ہوتے ہیں اور احبار کی کتاب میں مقدس اور پاکیزہ قربانیوں کا ذکر ہے۔ اسے پاکیزہ کو آنے دو تاکہ انہیں پاکیزہ باتیں سکھائی جائیں۔

اگر چھوٹی عمر میں ہی بچہ کو خدا کا کلام سکھایا جائے تو یہ سیاہی سے سفید کاغذ پر لکھنا ہے۔ لیکن بوڑھی عمر میں خدا کا کلام سکھانا استعمال شدہ سیاہ دھبوں سے بھرپور کاغذ پر لکھنا ہے۔ اگر کم سنی میں خدا کا کلام سکھایا جائے تو یہ بچہ کے خون میں رچ سکے گا اور نہ ہی زبان سے ادا ہو سکے گا اور اگر نوعمری میں خواہش نہ بھڑکے تو بزرگی میں اس خواہش کے بھڑکنے سے کچھ حاصل نہ کیا جا سکے گا۔

بچہ نقال ہوتا ہے۔ وہ ستر فیصد دیکھنے سے تیس فیصد سننے سے سیکھتا ہے وہ دیکھتا اور خود کرنے کا شوق اس کے مشاہدہ کو زندگی کا حصہ بنا دیتا ہے۔ یہ نفسیاتی اصول خاندانوں میں تعلیم و تدریس کے لئے کار فرما تھا۔

خاندان عبادتی اور ایمان و دین سے متعلق دوسری رسومات کی ادائیگی - موثر اور ٹھوس طریقہ تعلیم و تدریس تھا۔ سبت کے آغاز (جمعہ کی شام) اور دوسری عبادت سبت کو الوداع کہنے کے لئے (سنیچر کی شام) دونوں گھر پر خاندان میں کی جاتیں اور بچے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

سبت کے دن صبح سویرے عبادت خانہ میں والدین بچوں کے ساتھ اکٹھے عبادت کے لئے جاتے ہر بچہ کے ہاتھ میں کلام مقدس کی علیحدہ جلد ہوتی۔ عبادت کے دوران زبور و گیت گانے اور کلام مقدس کے صفحات نکالنے میں بچوں کی مدد کرتے اور اپنے ساتھ بٹھاتے۔ عبادت خانہ میں عبادت دوپہر تک ہوتی۔

سبت کے دن کسی اور کام کرنے نہ ہی کہیں دور جانے کی اجازت تھی۔ (آج بھی سبت کے تقدس اور آرام کو آئینی حیثیت حاصل ہے۔ سبت کے دن شادی بیاہ رچانا۔ سالگرہ یا کوئی اور خوشی منانا منع ہے۔ جس سے سبت کی خوشی اور اہمیت پر

فرق پڑنے کا خدشہ ہو) سبت کے دن تمام خاندان اپنی خاندانی رفاقت اور شراکت میں گزارتے۔ زیادہ وقت کلام مقدس کے ارد گرد باتیں کرنے سے گزرتا۔ بچے توریت، صحائف انبیاء سے سوالات پوچھتے یا ہفتہ کے دوران دیئے گئے اسباق اور بتائی ہوئی باتوں کا والدین سے ذکر کرتے۔ عبادت خانہ میں پڑھی گئی تلاوت کو دوبارہ پڑھا جاتا اور والدین دیئے گئے وعظ کو دہراتے یا مزید وضاحت کرتے۔

تعلیم و تدریس کا یہی طریقہ مشہور اور اہم سالانہ عیدوں (زیارت کی عیدوں) --- عید ضیام، عید فصح، عید خمسین، یوم کفارہ (احبار 23: تثنیہ شرع 16) پر عمل میں لایا جاتا۔ گھروں میں خاندانی معیار پر رسومات عبادتوں کی ترتیب تیاری کے طریقے۔ عید کے پس منظر اور معنی پر درس دیئے جاتے۔ ہر تیاری میں بچوں کو والدین ساتھ رکھتے (لوقا 2:42,39,22,21) سرکش، باغی، نافرمانبردار بچوں کو سخت سزا دی جاتی (تثنیہ شرع 21:18-12)

مقدس شہر یروشلیم کی تباہی اور ہیکل کے ڈھائے جانے کے بہت سے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ بچے سکولوں سے تعلیم ترک کر کے، سکول اور عبادت خانے چھوڑ کر، توریت اور اساتذہ کی رفاقت کو چھوڑ کر گلیوں میں گمراہی کی زندگی کا شکار ہو گئے تھے۔

جدید طرز زندگی اور سوچ نے ہر طرح کی تفریحات اور نجی کھیلوں سے انسان کو انفرادی، عارضی اور سطحی خوشی تو دی ہے لیکن اس معاوضے میں اجتماعی اور خاندانی سکون اور چین بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ والدین کا بچوں کے ساتھ رفاقت اور شراکت میں وقت گزارنا۔ انہیں مذہب اور کلام مقدس سے باتیں سکھانا ان کا سب سے بڑا فریضہ اور ذمہ داری اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا سب سے موثر اور ٹھوس طریقہ ہے۔

2- مدرسے اور درسگاہیں

عبرانی قوم کو نہ صرف حروف ابجد کی ایجاد کا اعزاز حاصل ہے، بلکہ بچوں میں دینی تعلیم سکھانے اور دینی مدرسے اور درسگاہیں قائم کرنے کی ابتدا کرنے کا بھی فخر ہے۔ دینی درسگاہوں کا آغاز بچوں کے یتیم، بے گھر اور لاوارث ہونے کے ساتھ ساتھ دن کے دوران والدین کی مصروفیات کی بدولت ہوا۔ یونانی اور رومی تہذیب اور رسم و رواج میں بچوں کی نگہبانی اور تربیت کے لئے نگہبان اور مودب مقرر کئے جاتے جو 6 سال سے 12 سال تک کے بچہ کے سرپرست ہوتے۔ کئی بار یہ کام کسی وفادار اور اچھے غلام کو سونپا جاتا۔ (غلاطیوں 3:23-4:3)

شروع شروع میں درس گاہیں اور مدرسے صرف یروشلم میں تھے اور اساتذہ بھی صرف یروشلم میں موجود تھے۔ وہ ہیکل کے ارد گرد مختلف مقامات پر بیٹھ کر ہر روز بچوں کو تعلیم و تربیت دیتے۔ پہلی صدی ق م کے دوران کاہن اعظم نے ہر ضلع اور ہر گاؤں میں مدرسے اور استاد مقرر کئے اور تعلیم و تدریس کے اصول اور ضوابط وضع کئے۔ مدرسوں اور دینی درسگاہوں کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ ایک ربی کہتے ہیں "میں نے کبھی ناشتہ نہیں کیا جب تک میں اپنے بیٹے کو مدرسہ میں چھوڑ نہ آؤں" ایک دوسرے ربی نے کہا "یروشلم اور ہیکل اس لئے گرا اور نیست ہوا کہ لوگوں نے بچوں کو سکول بھیجنے میں کوتاہی کی۔"

عبرانیوں میں تعلیم کا مقصد خدا کی محبت اور عقیدت پیدا کرنا تھا۔ یعنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تعلیم اور علم کے اضافے کے ساتھ ساتھ زیادہ زور تربیت پر دیے "خدا کا خوف دانش (حکمت) کا آغاز ہے لیکن احمق حکمت اور تادیب کی حقارت کرتے ہیں" (امثال 1:7) اور پھر زبور نویس کہتا ہے "مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند سے ڈرنے والا ہے اور جسے اس کے احکام نہایت عزیز ہیں (زبور 111:1) اور پھر ایوب نبی فرماتے ہیں "دیکھ خدا کا خوف ہی حکمت ہے اور بدی سے پرہیز کرنا ہی فہمید ہے

(28:28) یعنی درسگاہوں میں تعلیم و تربیت کے دوران خدا کے کلام کے پڑھنے سننے اس پر غور کرنے ایمانداروں کو بدی سے دور رکھنے اور خدا کے فضل میں راست، پاک اور صاف زندگی گزارنے کے لئے تربیت دی جاتی۔

جہاں تک سلیبس کا تعلق ہے زیادہ زور کلام مقدس اور کلام مقدس میں سے توریت پر دیا جاتا "یہ شریعت کی کتاب تیرے منہ سے جدا نہ ہو بلکہ رات اور دن اس پر غور کرتا رہ تاکہ تو اس کو ماننے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرے۔ کیونکہ تب ہی تو اپنی راہوں میں اقبال مند ہوگا اور تب ہی تو کامیاب ہوگا" (یوشع 8:1) ایک ربی کہتے ہیں "رات اور دن اس پر غور کرتا رہ" سے مراد ہر وقت ہے۔ کیونکہ کوئی بھی ایسا وقت نہیں جو "رات اور دن" نہ ہو جس میں شریعت کے پڑھنے سے چھٹی کی جاسکے۔

امیر ہو یا غریب، جسمانی طور پر معذور ہو یا تندرست ہر قسم کے بچوں پر توریت، کلام خدا کا علم لازمی ہے بچوں کو توریت کی کتابوں میں کئی ربی سب سے پہلے احبار کی کتاب پڑھنے پر زور دیتے ہیں۔ اس کتاب میں پاکیزہ قربانیوں کے متعلق پاکیزہ باتوں کا ذکر ہے اور خداوند کہتا ہے بچے پاکیزہ ہیں اور قربانیاں بھی پاکیزہ اور مقدس ہیں۔ اس لئے بچوں کو آنے دو تاکہ انہیں پاکیزہ باتیں سنائی اور سکھائی جائیں۔

سبق کو روزمرہ زندگی، تمثیلوں اور تشبیہات سے ٹھوس بنایا جاتا ہے ہر لفظ کو اخلاقی رنگ دیا جاتا۔ گنتی سکھانے کے لئے یا الف ب سکھانے کے لئے ہر عدد سے اور ہر پہلے حرف سے مختلف نظمیں اور گیت تیار کئے جاتے جو بچے شوق اور جوش سے گاتے ان نظموں میں بائبل مقدس کے حقائق بھی شامل کئے جاتے۔

ایک = ایک خدائے قادر خالق ارض و سما

دو = شریعت کی دو تختیاں

تین = تین بزرگان سلف (ابراہیم، اسحاق، یعقوب) وغیرہ

چار= مائیں۔ بزرگان سلف کی چار بیویاں (سارہ، رفقہ، راحیل، لیاہ)

پانچ= شریعت کی پانچ کتابیں

چھ= مشنا کی چھ کتابیں

سات= ہفتہ کے سات دن

آٹھ= ختنہ سے پہلے آٹھ دن

نو= پیدائش سے پہلے نو مہینے

دس= دس احکام

گیارہ= گیارہ ستارے

بارہ= بارہ قبائل

تیرہ= تیرہ الٰہی صفات

گنتی کی طرح حروف ابجد سے بھی اقوال بنائے تھے مثلاً

د= د، سے دانش حاصل کرو

غ= غریبوں سے مہربان اور ہمدرد رہو

سالانہ عیدوں کے موقعوں کے لئے بہت سے گیت اور نظمیں موجود ہیں۔

جماعت میں محدود تعداد پر زور دیا جاتا تاکہ استاد ہر بچہ پر زیادہ سے زیادہ شخصی توجہ دے سکے۔ زیادہ سے زیادہ 25 طلباء ہوتے اگر تعداد اس سے بڑھ جاتی اگر پچاس ہوتی تو دو جماعتیں بنائی جاتی اور یا تو دوسرا استاد مقرر کر دیا جاتا یا استاد خود کوئی لائق اور پرانا شاگرد لے کر اسے معاون مقرر کر لیتا اور معاون کے اخراجات گاؤں والے برداشت کرتے کاپیاں اور دیگر سازو سامان کی قلت کی وجہ سے جو کہ یا تو نایاب یا مہنگی ہوتیں یاداشت اور زبانی رٹنے پر زور دیا جاتا۔ دہرانا، اعادہ کرنا عمل تدریس کا بنیادی اول تھا۔ حتیٰ کہ شاگرد سیکھ لے۔ سبق بلند آواز سے پڑھنے پر زور دیا جاتا اس لئے عام ضرب المثل نکلی کہ اپنا منہ کھولو اور کلام مقدس سیکھو تاکہ تم میں وہ قائم رہ

سکے کیونکہ کہا جاتا تھا کہ جو شاگرد بلند آواز میں کہے بغیر پڑھتا ہے وہ جلد بھول جاتا ہے۔

3- معلمین اور مدرسین

"توریت" (جسے اسفار خمسہ یا موسوی شریعت بھی کہا جاتا ہے) کی چوتھی یعنی عدد کی کتاب میں بلعام بن بعور کی تمثیل اور سخن میں یوں تحریر ہے وہ وادیوں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں اور دریا کے کنارے کے باغوں کی مانند۔ جیسے عود کے درخت جن کو خداوند نے لگایا۔ اور دیوداروں کی مانند جو پانی پر ہوں۔ اس کے ڈولوں سے پانی بہے گا اور سیراب کھیتوں میں اس کا بیج پڑے گا" (عدد 24:6-7)

بہت سے یہودی مفکرین اور علماء ان آیات کو اساتذہ سے منسوب اور مخصوص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان آیات میں "وادیوں کی طرح پھیلے" باغوں کی مانند" --- "عود اور دیودار کے" --- لہلہاتے اور سرسبز درخت" --- اسرائیل کے ننھے منے بچوں کے اساتذہ اور مدرسین ہیں جو اپنے دل کی گہرائیوں سے حکمت اور دانش، فہم و فراست اور امتیاز کی روح سے بچوں کے ذہنوں' روحوں اور زندگیوں کی کھیتی کو سیراب کرتے ہیں۔ وہ بچوں کو یہ تعلیم سکھاتے ہیں کہ اپنے باپ کی مرضی پوری کریں جو آسمان پر ہیں۔ *

یہودی شریعت اور مذہب اور روایات میں بچے کا پہلا معلم اور مدرس اس کا باپ ہے۔ خاندان' والدین اور خصوصاً باپ کی سب سے بڑی ذمہ داری اولاد کو دینی تعلیم سکھانا اور بنی اسرائیل کی جماعت' برادری اور قوم کے لئے لائق اور اچھے رکن اور افراد مہیا کرنا تھا۔ تاکہ قومی اور دینی ورثہ نسل در نسل ایک دور سے دوسرے دور تک چلتا رہے۔ یہ باپ کا اولین فرض تھا کہ آنے والی نسلوں کو اپنے بیٹے کی حقیقت میں قومی و دینی خزانہ و اثاثہ پیش کرے۔ جس نے بچہ کو دینی تعلیم

دی اور توریت پڑھنے پر لگایا۔ اس نے گویا ابدیت کو حاصل کیا اور وہ ایسے ہے جیسے کبھی نہ مرے گا۔

پہلا استاد خود باپ ہوتا اور اسی لئے بچوں کو تعلیم دینے کے امر پر والد سنجیدگی سے سوچتا غور کرتا منصوبہ بناتا اور صبح و شام کی نمازوں میں اپنے اس فرض اور ذمہ داری کو پڑھ کر دہراتا اور یاد کرتا" "اور تو یہ اپنے لڑکوں کو بار بار بتا اور ان کی بابت ان سے ذکر کر۔ جس وقت تو اپنے گھر میں بیٹھے اور جس وقت تو راہ میں چلے اور جس وقت تو اٹھے---" (شرع 7:6)

باپ کے نہ ہونے کی صورت نے اساتذہ کی ضرورت کو جنم دیا کیونکہ جس بچے کا باپ ہوتا وہ اسے توریت پڑھنی اور شریعت سکھاتا۔ لیکن جو باپ سے محروم ہو جاتا اس کے توریت سے محروم رہنے کا خدشہ تھا۔ اس لئے یروشلیم میں لڑکوں کے لئے مدرسے اور درسگاہیں کھولی گئیں اور آج کل کے بورڈنگ اور ہوسٹل نما دستور اپنایا گیا لیکن یہاں بھی جن بچوں کے باپ ہوتے وہ اپنے بچوں کو اساتذہ تک ان درس گاہوں میں چھوڑ آتے لیکن جو بچے باپ سے محروم ہوتے وہ نہ بھیجے جاتے اور وہ علم سے محروم رہتے۔

پس کاہن اعظم نے یہ حکم جاری کیا کہ ہر ضلع میں معلم و مدرس مقرر کئے جائیں اور سولہ یا سترہ سال کے لڑکے ان کے پاس لائے جائیں اور وہاں رہیں لیکن کئی بار کئی شاگرد جب استاد ان پر ناراض ہوتا یا ان کی سرزنش کرتا تو وہ استاد کی بے عزتی کر کے یا تلخ کلامی کر کے سکول اور بورڈنگ سے بھاگ جاتے۔ پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہر گاؤں اور شہر میں استاد مقرر کئے جائیں اور بچوں کو 6 سال کی عمر میں ہی ان کے قدموں میں زیر تربیت چھوڑ دیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ استاد میں اچھے اوصاف اور بہترین قابلیت۔ اخلاق اور ایمان کی شرائط لازمی سمجھی جاتی تھیں اور یہ کہ اسے خوف خدا، راست بازی اور

حلیمی و صبر جیسے اوصاف کا مجسمہ ہونا چاہئے لیکن پھر بھی ان کی کمزوریوں اور اغلاط کو برداشت اور صبر سے نظرانداز کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور اس کی وجہ ایک ربی یوں بیان کرتا ہے اگر تم کسی مدرس کو آج گناہ و غلطی میں دیکھتے یا پاتے ہو تو کل اس پر فتوئ نہ لگئو اور نہ ہی اسے برا بھلا اور لعن طعن کرو کیونکہ ممکن ہے کہ وہ رات کو پشیمان اور نادم ہو کر توبہ کر چکا ہو کیونکہ لکھا ہے "محبت سب گناہوں کو ڈھانپنی ہے" (امثال 12:10) اور یہاں "محبت" سے مراد توریت کی محبت ہے۔ پس توریت کو پیار کرنے والے کی بدیوں کے خلاف بولنا گویا مسکن الٰہی کے متعلق بدگوئی کرنا ہے۔

استاد کی خدمت اور منصب خدا کی طرف سے قائم کردہ ہے عدد 6:24 کا حوالہ جو شروع میں ہے۔ اس میں صاف تحریر ہے۔ "جن کو خدا نے لگئیں۔۔" اس لئے ایک ربی کہتا ہے کہ ایک استاد نے اپنے بیمار شاگرد کی عیادت کے لئے اس کے گھر جانے کا فیصلہ کیا اور کسی دوسرے شاگرد نے پہلے جا کر بیمار شاگرد کو استاد کی آمد کی اطلاع دی۔ یہ منظر ایسے ہے۔ جیسے خدا خود ابراہیم پر ممرے کے بلوطوں میں ظاہر ہوا اور اس کی ملاقات کے لئے آیا اور ابراہیم نے کہا "اے میرے آقا اگر مجھ پر تیرے کرم کی نظر ہے تو اپنے خادم کے پاس سے چلے نہ جائیں۔۔۔" (تکوین 3-1:18)

استاد کی رفاقت میں رہنا ہی عقل و دانش حاصل کرنے کا ذریعہ اور پہلا قدم ہے "دانشمندوں کے ساتھ چلنے والا دانشمند ہو جائے گا۔ مگر جاہلوں کا ہم نشین شریر بنے گا" (امثال 20:13) ایک ربی نے اس مثل کی وضاحت اور استاد کی رفاقت پر زور دینے کے لئے یہ تمثیل کہی۔ یہ اس آدمی کی مانند ہے۔ جو عطر کی دوکان پر جاتا ہے اور اگر وہ عطر خریدنے کی خواہش نہ بھی رکھے اور نہ بھی خریدے تو بھی عطر کی خوشبو اس کے لباس سے چھوتی اور وہ تمام دن اس خوشبو کی موجودگی کو محسوس کرتا ہے۔ برعکس اس کے آیت کا دوسرا حصہ اس آدمی کی مانند ہے جو سوروں کے اصطبل میں جائے اور خواہ وہ سوروں سے دلچسپی نہ بھی رکھتا ہو اور

خریدنا نہ بھی چاہے تو بھی اصطبل کی گندگی اور غلاظت اور بدبو اس کے لباس میں چلی جاتی ہے اور جب تک وہ کپڑوں کو دھو نہ لے بدبو پیچھا نہیں چھوڑتی اور اپنی موجودگی کا احساس دلاتی رہتی ہے۔(1- قر33:15)

استاد میں سب سے بڑی خصلت اور وصف "خدا کا خوف" سمجھی جاتی ہے۔ ایک یہودی روایت اسے یوں بیان کرتی ہے کہ ایک استاد بیمار تھا اور اس کے شاگرد اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر پر آئے تو شاگردوں کو دیکھ کر استاد کی آنکھوں میں آنسو آمڈ آئے۔ اس پر شاگردوں نے کہا اے اسرائیل کے چراغ۔ اے نور اور روشنی اور ہیکل کے دائیں ستون (1- ملوک 21:7) اے زور دار اور قوی تر ہتھوڑے آپ کیوں روئے؟ یہ آنسو کیسے؟ استاد نے جواب دیا اگر میں اپنے آپ کو کسی انسانی و زمینی بادشاہ کے دربار اور موجودگی میں پاتا جو آج ہے اور کل قبر میں ہوگا اور وہ مجھ سے ناراض ہوتا۔ جس کا غصہ ابدی نہیں اور وہ مجھے قید کر دیتا۔ جس کی قید ہمیشہ تک رہنے والی نہیں۔ اگر وہ مجھ پر موت کا فتویٰ صادر کر دیتا۔ جس کی موت کی سزا ہمیشہ کی نہیں اور جس کے غصے اور فتویٰ کو سفارشی درخواستی الفاظ یا رشوت سے کم کیا جا سکتا ہے--- تو میں روؤں گا۔

لیکن اب جب کہ میں بادشاہ ہوں کہ بادشاہ کی موجودگی کی طرف سفر کر رہا ہوں۔ جو القدوس الوحید۔ المبارک ہے۔ جو آغاز اور آخرت 'ابدیت' ہے جس کا غصہ اگر وہ مجھ سے ناراض ہو تو ہمیشہ تک رہے گا۔ اگر وہ مجھے قید کرے تو اس کی قید ابدی ہوگی اور اگر وہ مجھ پر فتویٰ دے تو یہ ہمیشہ تک رہے گا اور جس کے غصہ کو محض الفاظ اور رشوت ٹھنڈا نہیں کر سکتی --- میں دوراہے پر کھڑا ہوں۔ ایک جہنم کی طرف اور دوسرا باغ عدن کی طرف اور میں نہیں جانتا کہ مجھے کس طرف لے جایا جائے گا۔ کیا میں نہ روؤں۔"

شاگردوں نے استاد سے کہا اے ہمارے استاد اے ہمارے باپ اور آقا ہمیں

★ برکت دے اس نے شاگردوں کو کہا خداوند کی الٰہی رضا پوری ہو تاکہ خدا اور آسمان کا خوف تم پر ہو۔ اتنا عظیم جتنا --- شاگرد چلا اٹھے۔ ہاں اتنا عظیم جتنا --- "استاد نے جواب دیا ہاں خدا کرے کہ اتنا عظیم جتنا ---" یاد رکھو جب انسان غلطی اور گناہ کا مرتکب ہونے لگتا ہے تو خوف خدا دل میں نہیں ہوتا اور وہ کہتا ہے "میں جانتا ہوں کہ مجھے کوئی نہیں دیکھتا"

استاد کی عزت کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی زور دیا جاتا ہے کہ استاد کو نیک خدمت کا مناسب معاوضہ دیا جائے کیونکہ یہودی کہاوت ہے کہ کسان کو نہیں چاہئے کہ ساری رات خود بیل سے ہل چلاتا رہے اور دن کو اسے دوسروں کے ہاں کرائے پر دے دے۔ استاد کے ساتھ بھی کہیں ایسا نہ ہو کہ رات اور شام وہ فکر معاش میں لگا رہے اور صبح اور دن کے دوران خدمت کرے۔ ایسا کرنے سے ڈر ہے کہ وہ اپنے خالق کی خدمت میں سستی۔ لاپرواہی یا کام چوری کا مرتکب ہو سکتا۔

ایک مدرسہ میں دو اساتذہ میں سے اگر ایک اچھے طریقہ سے پڑھاتا ہے اور اگر وہ نیک اور اچھا ہے تو اس سے کم تر کو اس کی جگہ خدمت کے لئے نہ بھیجا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرا بھی اس کی غیر حاضری میں سست اور ماندھ پڑ جائے۔ کیونکہ اس اچھے استاد کی موجودگی میں اچھا اور بہتر پڑھانے کی کوشش کرے گا اور دوسرا اس سے کم تر اچھا پڑھانے کی کوشش کرے گا۔ اساتذہ میں مثبت مقابلہ بازی حکمت بڑھانے کا سبب اور وجہ بنتی ہے۔

اور اگر دو اساتذہ میں ایک زیادہ علم رکھتا لیکن موزوں نہیں اور دوسرا کم علم رکھتا اور کم جانتا ہے لیکن زیادہ موزوں ہے تو پہلے کو مقرر کیا جائے کیونکہ اچھے استاد کے ساتھ مل کر کام کرنے سے اس کا عیب، کمزوری اور خامی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی۔

استاد، معلم، موودب یا ربی کے شعبہ اور خدمت کو یہودیوں میں سب سے

عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہودی تہذیب اور قانون حیات بچوں پر کسی حد تک والدین کی نسبت استاد کو زیادہ حقوق دیتا ہے۔ کیونکہ والدین بچے کو صرف دنیا میں لاتے اور ہستی دیتے ہیں لیکن استاد اسے ابدی زندگی ہمیشہ کی ہستی کے لائق بننے کی تعلیم دیتے ہیں۔

تین ربی مختلف گاؤں میں تعلیم و تدریس کے انتظام اور نظم و ضبط کی نگرانی کے لئے مقرر کئے گئے۔ وہ نگرانی کرتے کرتے جب ایک گاؤں پہنچے تو سکول میں استاد غیر حاضر تھا ربیوں نے لوگوں کو بلایا اور سوال کیا ”اپنے گاؤں کے نگہبان اور محافظین پیش کرو“ لوگوں نے سپاہیوں اور فوجیوں کو پیش کیا۔ ربیوں نے کہا ”یہ تو شہروں کو تباہ و برباد کرنے اور ڈھانے والے ہیں“ لوگوں نے تعجب کیا اور درخواست کی۔ ” ہمیں بتاؤ ہمارے محافظین اور نگہبان کون ہیں“ اس پر ربیوں نے جواب دیا۔ اساتذہ۔

اساتذہ کی عزت و تعظیم اور عقیدہ مندانہ خوف۔ خدا اور آسمان کا خوف ہے۔ ایک مشہور استاد نے کہا ”میں یہ خدمت اس لئے کرتا ہوں تاکہ اسرائیل سے توریت بھول نہ جائے“ ”کلام مقدس میں لکھا ہے ”میرے ممسوحوں کو ہاتھ نہ لگاؤ اور میرے انبیاء کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔“ (1-1 اخبار 22:16) اس حوالہ میں ایک ربی کے مطابق ”میرے ممسوح“ تو سکول کے بچے ہیں اور ”میرے انبیاء“ معلم اور اساتذہ ہیں۔

اساتذہ کی اہلیت میں بلند اخلاقی معیار۔ مضبوط ایمان اور خدا پرستی جیسی نیک صفات کی توقع کی جاتی۔ نبی کی زبان میں استاد کی تعریف یوں کی گئی ہے ”اس کے لب معرفت سنبھالے رہیں اور اس کے منہ سے تعلیم کی جستجو کی جائے کیونکہ وہ رب الافواج کا پیامبر ہے“ (ملاکی 7:2) استاد خدا کا پیغام رساں ہے۔ اس کے منہ میں خدا کا کلام اور خدا کے کلام سے متعلق باتیں ہیں اس میں بہت اوصاف اور نیکیوں

کے ساتھ سب سے بڑی نیکی، صبر اور برداشت کی نیکی ہونی چاہئے اس لئے جلد باز۔ بے صبر اور ترش مزاج شخص استاد بننے اور سکھانے کا اہل نہ سمجھا جاتا۔

استاد کی طرف سے شاگردوں کو پیار کرنے کا حکم ہے کہ اسے اپنے شاگردوں کو اتنا ہی پیار اور محبت کرنی چاہئے جتنا وہ خود اپنے آپ کو یا اپنے بچوں کو کرتا ہے اور استاد کی عزت اس قدر اہم اور ضروری ہے۔ جتنا خوف خدا۔۔۔ استاد کو محبت اور پیار سے بچوں میں تعلیم و تربیت کا شوق بڑھانا چاہیے۔ ایسے استاد کا اجر عظیم ہے۔ ایک ربی ایک مقام سے گزرا جہاں لوگ روزے میں تھے اور قاری نے مقدس صحائف پڑھنے شروع کئے جب اس نے پڑھا "وہ ہواؤں کو حکم دیتا ہے تو وہ چلتی ہیں" تو اچانک ہوا چلنے لگی اور جب اس نے یہ پڑھا کہ "وہ آسمان کو حکم دیتا ہے تو بارش برستی ہے" تو بارش برسنے لگی۔ ربی نے قاری سے پوچھا تو کیا کام کرتا ہے۔ قاری نے جواباً کہا میں نوجوانوں کا معلم اور مُدرِّس ہوں میں امیروں اور غریبوں دونوں کو بلا امتیاز سکھاتا ہوں اور اگر کوئی فیس ادا نہ کرے اور اخراجات برداشت نہ کرنے کی حد تک غریب ہو تو میں اس سے کچھ طلب نہیں کرتا۔ گھر پر میں نے مچھلیاں پالی ہیں۔ اگر کوئی طالب علم مطالعہ میں لاپرواہ ہو تو میں اسے تعلیم حاصل کرنے کے لئے مائل کرنے اور اکسانے کے طور پر انعام میں مچھلیاں دیتا اور اس کا اعتماد اور شوق جیت لیتا ہوں۔

4- اولاد اور طلباء

بچوں کی تعلیم و تربیت پر یہودی قوم اور مذہب میں بہت توجہ دی جاتی تھی۔ اسے دیگر تمام ذمہ داریوں سے افضل اور پاکیزہ تصور کیا جاتا تھا۔ کلام مقدس کے بہت سے حوالہ جات اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں زبور نویس کے یہ الفاظ کس قدر خوبصورت ہیں "جو خداوند کے گھر میں لگائے ہوئے ہیں وہ ہمارے خدا کی بارگاہوں

میں لہلہائیں گے وہ بڑی عمر میں بھی پھل دیں گے۔" وہ تروتازہ اور سرسبز ہوں گے۔ (15-14:91) اس وِرد میں "خداوند کے گھر میں لگائے ---" "خدا کی بارگاہوں میں لہلہاتے ---" "تروتازہ اور سرسبز' ننھے منے بچے ہیں۔"

خروج 25 باب میں صندوق شہادت کی بناوٹ کا ذکر ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس میں کیا رکھا جائے گا۔ باب کے آخر میں سونے کے شمعدان ان کی بناوٹ اور سجاوٹ کا ذکر ہیں۔ ایک یہودی روایت ہر حصہ کی علیحدہ علیحدہ تشریح کرتی ہے اور جب کلیوں اور پھول کا ذکر اور تشریح کرتی ہے تو انہیں وہ بچے گردانتی ہے جو مدرسوں میں زیر تعلیم ہیں (خروج 35:31-40) اور ان کی تعمیر و ترقی تشکیل اور بناوٹ کا ذکر ہے۔

بچوں کی توتلی زبانیں صبح و شام دوبار عبادت خانوں میں خدا کے حضور یہ کہتی ہیں "اے خداوند ہمارے خدا۔ ہم کو بچا--- تاکہ ہم تیرے قدوس نام کا شکر کریں اور تیرے حمد و ثنا پر فخر کریں۔" (زبور 47:105) اور خدا ہر بار اور بار بار جواباً کہتا ہے "کاش کہ اسرائیل کی نجات صیہون میں سے آئے --- تب یعقوب خوش اور اسرائیل شادمان ہو گا" --- (زبور 7:13)

یہودیوں کے فرقہ سیفردی میں آج تک یہ رسم موجود ہے اور زندگی میں سب سے پہلا اعزاز جو بچہ کو ملتا ہے وہ چار یا پانچ سال کی عمر میں وہ دن ہے جب وہ عبادت خانہ میں صبح کی دعاؤں کے دوران قاری کے منبر کی طرف بڑھتا۔ چڑھتا اور یہ پڑھتا ہے۔ "اے خداوند ہمارے خدا ہم کو بچا" پھر قاری خداوند کی تحسین میں زبور 103 پڑھتا ہے تو خاتمہ پر بچہ کہتا اور ترجیحاً" گاتا ہے خدا ابد شاہ ہے اور ہمیشہ سے ہمیشہ تک سلطنت کرتا ہے۔ مومنین کی جماعت آمین میں جواب دیتی ہے۔ پھر قاری جاری رکھتا ہے اور پھر بچہ کہتا ہے "میں اپنی زندگی بھر خداوند کے لئے گیت گاؤں گا--- میں جو کچھ ہوں وہ اسے پسند آئے میں خداوند میں خوش رہوں گا۔ اے میری جان

خداوند کو مبارک کہہ۔" (زبور 103:33-35)

خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنے مقدس تخت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ایک چھوٹا بچہ بھی سکول میں میرے نام کی خاطر توریت پڑھنے میں مصروف ہو تو اس کا اجر میرے تخت کے سامنے جمع ہو چکا ہے بشرطیکہ وہ گناہ سے کنارہ کشی کرے اور اگر انسان کے پاس اس کی نیک و راست راہوں اور مقدس صحائف کے علم کے سوا کچھ نہیں تو اس کا اجر میرے سامنے موجود ہے بشرطیکہ وہ گناہ سے کنارہ کرے اور اگر کوئی انسان مقدس صحائف سے لاعلم اور بے بہرہ ہے لیکن پھر بھی صبح و شام عبادت خانہ اور مدرسہ میں دعائیں کرتا ہے تو میرے عظیم نام کی خاطر اس کا اجر موجود ہے بشرطیکہ وہ گناہ نہ کرے۔

یہودیوں کے لئے بچوں* کے بلوغت بارہ سال سے شروع ہوتی تھی۔ لڑکی بارہ سال اور ایک دن کی بالغ قرار دی جاتی جبکہ لڑکا تیرہ سال اور ایک دن سے بالغ قرار دیا جاتا۔ بلوغت کا دور شروع ہوتے ہی بچہ کو جماعت میں فرد کی حیثیت سے قبول کر لیا جاتا عبادت خانہ میں کلام مقدس سے تلاوت اور ان کی تشریح و تفسیر کر سکتا تھا اور زندگی کے اس دن ایک خاص عبادتی رسم منائی جاتی لیکن جب تک عبرانی زبان اور بنیادی مذہبی تعلیم کا کورس تسلی بخش طور سے مکمل نہ ہوتا اس عبادتی رسم کی ادائیگی کی اجازت نہ ہوتی تھی۔*

*بار متسواہ BAR MISVAh

ایک روایت کے مطابق یہی وہ دور ہے جب ابراہیمؑ نے بتوں کو رد اور ترک کیا۔ یعقوب اور عیسو اپنی اپنی راہ پر گئے یعقوب توریت پڑھنے اور عیسو بتوں کی پرستش کرنے گیا (نئے عہدنامہ میں ہی وہ عمر ہے جب یسوع ہیکل میں گم ہوا۔ استادوں سے باتیں کرتے دیکھا سنا گیا۔ والدین نے ڈھونڈھ نکالا۔ یہی وہ عمر ہے جب مصرف بیٹا اپنی جائیداد لے کر گھر سے باہر نکل گیا۔)

یہودی مذہب اور روایات میں اولاد کی تعلیم و تربیت پر اس قدر زور دینے کے

باوجود لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق مختلف اور متضاد نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک معلم اور مدرس کہتا ہے "باپ کا فرض ہے کہ اپنی بیٹی کو توریت سکھائے اور پڑھائے۔" لیکن اس بات کے فوراً بعد کچھ آگے چل کر ایک مختلف اور متضاد نظریہ پیش کرتا ہے "جو اپنی بیٹی کو توریت سکھاتا ہے ایسے ہے جیسے اس نے بے حیائی سکھائی"۔۔۔

تثنیہ شرع کے 11 باب 19 آیت "اور تم انہیں اپنے لڑکوں کو سکھاؤ" میں اس حکم اور نصیحت کی تشریح کرتے ہوئے ربی کہتے ہیں کہ یہاں "لڑکوں" کی نسبت عبرانی کا لفظ "بیٹوں" کا ترجمہ اور معنی رکھتا ہے اور اس میں لڑکیوں یعنی بیٹیوں کا ذکر تک نہیں کیا۔

ایک مفکر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ عورت کو توریت کے الفاظ اور معنی فراہم اور میسر کرنے کی نسبت توریت کو جلا دینا بہتر ہے۔ اسی طرح ایک اور واقعہ ہے جب ایک خاتون نے کسی ربی کو سونے کے بچھڑے کی بابت سوال کیا اور مزید معلومات کی خواہش ظاہر کی تو ربی نے جواب دیا کہ عورت کو تکلا یا چرخہ چلانے کے علاوہ کسی اور علم کی ضرورت نہیں۔

ایک طرف یہ اقوال اور روایات جن میں عورت کے کم تر اور غیر اہم اور تقریباً بے فائدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف بائبل مقدس میں مرد اور عورت کی مساوات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ خروج 1:21 میں "یہ وہ قضائیں ہیں جو تو انہیں بتائے گا" توریت کے قوانین اور ضوابط کی پابندی اور مذہبی فرائض کی ادائیگی میں برابری پر زور دیا گیا ہے۔

یہ قدیم ایشیائی حقیقت ہے کہ بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح اور فوقیت دی جاتی تھی۔ یہ ثقافتی حقیقت بہت سے حوالہ جات میں منعکس ہوتی ہے۔ مثلاً پیدائش کی کتاب میں خدا نے ابراہیم کو تمام باتوں اور چیزوں میں برکت دی۔ (1:24) یہاں "تمام

حموٗنش

چیزوں" سے کیا مراد ہے؟

ایک ربی کہتا ہے کہ اس برکت سے مراد یہ ہے کہ اس کی کوئی بیٹی نہ تھی۔ دوسرے ربی نے کہا۔ نہیں! اس کی بیٹی تھی۔

ایک اور واقعہ ہے کہ ایک ربی کی بیوی نے بیٹی کو جنم دیا اور وہ اداس اور بے چین تھا۔ اس کے باپ نے اسے خواہش کرنے اور جوش دینے کے لئے کہا "دنیا میں بڑھتی آئی ہے۔" لیکن دوسرے ربی نے اس خاوند کو کہا۔ "تیرے باپ نے تجھے کھوکھل آرام اور خوشی دی ہے۔ کیونکہ ایک کہاوت ہے کہ بے شک دنیا مردوں اور عورتوں کے بغیر مذکر و مونث کے بغیر وجود میں قائم نہیں رہ سکتی لیکن خوش اور مبارک ہے وہ آدمی جس کی اولاد بیٹے ہیں اور افسوس اس پر جس کی اولاد بیٹیاں ہیں۔

یشوع بن سیراخ میں لکھا ہے بیٹی اپنے باپ کے لئے فائدہ مند خزانہ ہے اس کا فکر اسے رات کو سونے نہیں دیتا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ:

1- بچپن کی عمر میں ورغلائی نہ جائے۔

2- جوانی کی عمر میں وہ اغوا نہ کر لی جائے۔

3- شادی کے قابل عمر میں اسے خاوند نہ ملنے کی وجہ سے بے بیاہی نہ رہے۔

4- شادی کے بعد کہیں وہ بے اولاد نہ رہے۔

5- اور جب بوڑھی ہو جائے کہیں جادو گرنی اور فال گیر نہ بن جائے۔

عدد 24:6 کی ہارونی برکت میں خدا تیری حفاظت رکھے۔ تجھے قائم رکھے۔ تجھے بیٹوں سے برکت دے اور بیٹیوں سے دور رکھے کیونکہ ان کی محتاط حفاظت کرنی پڑتی ہے۔

غالباً یہ تمام اقوال اور روایات اور کہاوتیں اس وقت کے تاریخی، تہذیبی اور ثقافتی پس منظر میں سمجھنے چاہئیں اور یہ سب منفی نظریات غالباً عورت کی اعلیٰ تعلیم

کے حوالے سے ہیں جب اس کا یونانی ثقافت میں آزادی سے گھل مل جانے اور اخلاقی زوال اور مذہب سے بیگانگی اور لادینیت کا شکار ہو جانے کا ڈر تھا۔

عبرانی معلمین اور مفکرین ارد گرد کی غیر یہودی ثقافتوں خصوصاً یونانی اور رومی سے بخوبی واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان ثقافتوں نے عورتوں کو معاشرتی آزادی کے پردے تلے بے راہ روی دے دی۔ انہوں نے تعلیم دے کر جہاں عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ گلیوں' سڑکوں اور بازاروں میں لا کھڑا کیا وہ اخلاقی زوال' سہل انگیزی دینی گراوٹ کا سبب بھی بنا۔

بعد ازاں بلاشک و شبہ یہودی علمائے دین مسیحیت کے پھیلاؤ میں عورتوں کے کردار اور خدمات سے بھی واقف تھے جہاں عورتوں نے دینی اور تبلیغی جوش و جذبہ سے موجزن ہو کر اپنی زندگی میں موت تک پاکدامنی کی زندگی کے لئے مخصوص کر دیا اور ازدواجی زندگی نہ گزارنی چاہی۔ یہودی رسم و رواج اور عقائد کی روشنی میں ایسی زندگی سراسر ناجائز اور خدا کی الٰہی برکات اور قائم کردہ شریعت اور جاری کردہ حکم کی نفی اور ضد تھی۔ طالمود ایسے لوگوں کو تخلیق کے دشمن اور تباہ کرنے والے اور ایسی عورتوں کو "نسوانی بغاوت" کا نام دیا گیا ہے جہاں عورتوں کی پارسائی حد سے زیادہ تجاوز کر جاتی ہے۔

اغلب یہ ہے کہ ان تمام خارجی اثرات کو دبانے اور خطرات سے بچاؤ کے لئے اور ان تمام نظریات اور خیالات کے خلاف جدوجہد کی محاذ آرائی کی غرض سے ایک خاص دور میں ربیوں اور دینی راہنماؤں نے نہ صرف عورتوں کو حقیر و کمتر اور نصف انسان سمجھا بلکہ ان کی تعلیم کی مخالفت کی اور یہاں تعلیم سے مراد اعلیٰ تعلیم ہے نہ کہ بنیادی تعلیم۔

بیٹوں کی تعلیم پر زیادہ اور بیٹیوں کی تعلیم پر کم توجہ دینے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ بیٹے بڑھاپے میں والد کے حتیٰ کہ تمام خاندان کا سہارا بنتے اور والدین کی خواہش

ہوتی کہ ان کا بیٹا پڑھ لکھ کر بڑے بڑے مفکرین اور علما میں گنا جائے۔ یہ دونوں باتیں صرف بیٹے ہی پوری کر سکتے ہیں۔

المختصر بے شک یہودی روایات میں بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا گیا ہے اور اسے ایک اہم فریضہ اور دینی و شرعی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ پھر بھی ایک دور میں لادینیت' اخلاقی زوال اور دوسری غیر یہودی تہذیبوں کے خطرناک اثرات سے بچاؤ اور دفاع کے لئے عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کی مخالفت کی گئی ہے۔

5- طریقہ تعلیم و تدریس

"اور یہ باتیں جن کا میں آج کے دن تجھے حکم دیتا ہوں تیرے دل میں رہیں اور تو یہ اپنے لڑکوں کو بار بار بتا اور ان کی بابت ان سے ذکر کر جس وقت تو اپنے گھر میں بیٹھے اور جس وقت تو راہ میں چلے اور جس وقت تو لیٹے اور جس وقت تو اٹھے"

تثنیہ شرع 7:6)

بائبل مقدس کے زمانے میں بچوں کی تعلیم و تدریس کا بنیادی طریقہ بار بار بتانے اور دہرانے سے ذہن نشین ہو جاتا تھا اور یہ طریقہ اسی آیت کی تشریح و تفسیر سے اخذ کیا گیا تھا۔ اس آیت میں بار بار بتانے اور ذکر پر زور دیا گیا ہے۔ مدرسوں میں بنیادی طریقہ اور اصول تدریس دہرانے اور اعادہ کرنے کا تھا۔ خواہ طالب علم کو سمجھ نہ بھی آئے کہ کیا دہرا رہا ہے لیکن اسے دہرانے کو کہا جاتا۔ ایک ربی کا قول ہے کہ انسان کو دہراتے رہنا چاہئے خواہ وہ بھول جاتا ہو اور خواہ اسے سمجھ نہ بھی آئے کہ کیا دہرا رہا ہے پھر بھی دہرانے سے یاد کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔

بنیادی تعلیم میں زبانی رٹنے۔ یاد کرنے بار بار دہرانے کے اصول کو اپنایا جاتا لیکن تحقیق و تجسس پر بھی زور دیا جاتا تھا۔ جائے تعلیم کی ابتدائی شکل اور درجہ کو "بیت سفر" یعنی کتاب کا گھر۔ دار الکتاب۔ علم کا گھر۔ دار العلم۔ جہاں تحریر شدہ

توریت کا علم حاصل کیا جاتا۔ یہاں زبانی یاد کرنے اور دہرانے پر زور تھا۔ اس کے بعد کے درجہ کی جائے تعلیم کو بیتِ مدارش کہتے تھے۔ عبرانی زبانی کا لفظ "مدارش اردو زبان اور عربی زبان کے لفظ مدارس مدرسہ تدریس درسگاہ سے مماثلت رکھتا ہے۔ عبرانی کے اس لفظ کے بنیادی معنی کھوج لگانے' ڈھونڈنے' تحقیق کرنے جستجو کی تڑپ کے سے ہیں۔

یہ لفظ شاعرانہ اور رومانی زبان میں محبوبہ یا حبیب کے کھوجانے کے بعد دوسرے ساتھی کی تلاش کے عمل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں تڑپ' خواہش' عشق و جنون اور --- پالینے کی غرض سے سب کچھ قربان کرنے کا عزم شامل ہوتا ہے۔ اس قسم کے سکول "بیت مدراش" کہلاتے تھے اس سکول اور جائے تعلیم میں توریت سے متعلق روایات اور تشریح و تفسیر اور دیگر ثانوی اہمیت کے علوم پڑھائے جاتے تھے۔

تعلیم و تدریس کا بنیادی اور سنہرا اصول بار بار ذکر کرنے' دہرانے اور زبانی یاد کرنے کا تھا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ شاگرد اپنے استاد کے الفاظ اور اس کی زبان میں بولے جو کامیابی کے ساتھ روایات کو حفظ کر لیتے اور سیکھ لیتے انہیں "شونیم" یا "تعنیم" یعنی روایات کو دہرانے اور آگے بتانے اور دوسروں تک پہچانے والے۔ ان کو شونیم اور تعنیم کے اعزازات اور اسنادوی جاتیں۔ تعنیم کے دو معنی ہیں۔ تاریخی لحاظ سے ان علما کو تعنیم کہتے ہیں۔ جو تبلیغ و اشاعت یعنی مشنری سرگرمیاں رائج ہونے سے پہلے تھے اور خدمت اور فعلی لحاظ سے اس فن اور مہارت کو تعنیم کہتے ہیں جو زبانی اور غیر تحریری روایات کو پڑھتا۔ دہراتا اور " قاری" یا "مقرر" کے فرائض انجام دیتا ہے۔

بے شک حفظ کرنا۔ دہرانا اور زبانی یاد کرنا بنیادی اور سنہری اصول تعلیم و تدریس تھا۔ پھر بھی یاد رکھنا مناسب رہے گا کہ یہ آخری' واحد اور حتمی اصول نہ

تھا۔ اس پر صرف بنیادی اور ابتدائی مراحل میں زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ جیسے ہمارے ہاں پرائمری سکول کا درجہ ہے تاکہ بعد ازاں جو کچھ سیکھا جائے اس کی سوجھ بوجھ اور تشریح و تفسیر پہلے ابتدائی درجہ میں یاد کئے ہوئے علوم پر رکھی جائے تاکہ دوسروں سے سیکھی اور یاد کی ہوئی حکمت کی باتوں کے ساتھ اپنی حکمت بھی ملالی جائے۔

دراصل یاد کرنا اور زبانی حفظ کرنا سیکھنے کا پہلا مرحلہ اور ابتدائی کڑی تھی۔ علماء اور اساتذہ کا قول تھا "سیکھو تاکہ سیکھا سکو" یعنی تعلیم و تدریس کا مقصد اپنے علم کو دوسروں تک پہنچانے کا تھا اور دوسروں کو بتانے اور سیکھانے کا مقصد سامنے رکھ کر ذہن نشین کرنے کو کہا جاتا تھا۔ ذہن نشین کرکے سیکھو تاکہ دوسروں کو لفظ بلفظ معتبر اور مستند طریقہ سے سیکھا سکو، تعلیم و تدریس اور علم حاصل کرنے کے دو مقاصد ہوتے۔ اول یہ کہ سیکھو تاکہ سیکھا سکو اور دوم یہ کہ سیکھو تاکہ عمل کرسکو۔

یہودی روایات کو سیکھنا آسان کام نہ تھا۔ اس ضمن میں مواد بے شمار، ان گنت اور لاتعداد تھا۔ اور ہر دور میں بڑھتا جاتا تھا۔ ہر نسل اس میں اہم اضافہ کر رہی تھی۔ لیکن پھر بھی روایات سیکھانے کے لئے طلبا کی مدد کے لئے مختلف طریقے ایجاد کیے گئے تھے۔ ان میں سے چند کا ذکر مندرجہ ذیل ہے:

1- اسباق آواز کی عام بلندی میں دہرائے نہ جاتے تھے۔ بلکہ اس کے برعکس اسباق گائے جاتے یا کم از کم کچھ حصے راگ میں الاپے جاتے تھے۔

2- مضمون، مواد اور اسباق کو اس طرح مختلف حصوں ابواب میں تقسیم کیا اور بانٹا جاتا تھا کہ یاد کرنے میں آسانی رہے اور حفظ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ ایک ہی موضوع ہو، ان سے ملتا جلتا ایک ہی باب اور حصہ میں رکھا جاتا تھا۔ یا فرق فرق متن لیکن چند مطابقت کی بنا پر باہم رکھا جاتا۔ مثلاً ایک ہی مفکر، معلم اور عالم کے اقوال یا جن کا انداز آغاز ایک جیسا اور ملتا جلتا ہو۔ خروج 17:23 "سال میں تین دفعہ تیرے سب مرد خداوند خدا کے آگے حاضر ہوں" کے متعلق ایک مفکر کے تین

سو اقوال اور کہانیاں تھیں۔

3- مختلف علامات اور اشارات پیدا کیئے گئے تھے۔ ان کے لیئے عموماً" الفاظ کے پہلے حروف یا عدد استعمال کئے جاتے کیونکہ ہر حرف کی عددی وقعت اور اہمیت ہوتی تھی۔

4- اسباق کو جہاں تک ممکن ہوتا۔ مضمون کو مجروح اور متاثر کئے بغیر اور کم کئے بغیر۔ خلاصہ کے طور پر پیش کیا جاتا اور سکھایا جاتا۔ بہترین طریقہ تدریس یہی سمجھا جاتا کہ جتنا بھی خلاصہ ممکن ہو' مختصر راہ' بہترین راہ ہے۔ اس کے لئے کلیدی جملے بنائے جاتے جن میں تمام کا تمام مضمون تشریحی جزئیات سمیت خلاصہ کے طور پر موجود ہوتا۔

مثلاً توریت کے سنہرے اصولوں کو مشہور ترین ربی اعظم ہیلیل نے اس ایک فقرہ میں سمویا۔ "جو تم نہیں چاہتے کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہ تم بھی ان سے نہ کرو۔" یہ تمام توریت ہے۔ باقی سب اس کی تشریح ہے۔ اور ایسی ہی بہت سی اور مثالیں' ربی اقیسیہ نے اسے توریت کی عظیم چابی کہا ہے۔ ایک اور ربی توریت کو سمجھنے کے لئے دوسری بڑی چابی یہ گردانتا ہے۔ "انسان خدا کی صورت پر خلق کیا گیا ہے۔" (تکوین 1:5)

5- مطالعہ کا ایک اور معاون اصول صاف ظاہر ہے لیکن یہ صرف بہت بڑی اور اہم ضرورت کے پیش نظر استعمال کیا جاتا ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ توریت کی تلاوت ہر طرف سے باعث برکت ہے لیکن اس کام کے لیئے وقتاً" فوقتاً" حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ ایک دفعہ ایک ربی نے دوسرے ربی سے کہا "چھ سال کی عمر سے پہلے بچہ کو طلبا کی حیثیت میں نہ لو بلکہ اس عمر کے بعد انہیں قبول کرو اور ان میں بیل کی طرح توریت بھرو۔۔۔ جب تم کسی طالب علم کو سزا دیتے ہو صرف جوتی سے مارو اور تلوے سے چوٹ لگاؤ۔ زبانی کلامی حوصلہ افزائی کو پسند کیا جاتا اور اسے ترجیح

دی جاتی- حالانکہ اس میں اکثر سرزنش' تادیب کے طور پر سزا کی دھمکی اور عبرت کا ذکر ہوتا- زیادہ مارنا' بار بار مارنا سخت منع تھا- ایسا نہ ہو کہ وہ باتیں تمام زندگی بھر دل سے جاتی رہیں (تثنیہ شرع 9:4) خواہ طلبا کی شرارت اور قصور بہت سنجیدہ ہو-

6- تحریری امدادی سبق (نوٹس) کا استعمال کیا جاتا- بے شک زبانی یاد کرنے اور اپنی باری میں روایات کو میراث میں آنے والی پشت کو دینے پر زور تھا پھر بھی خلاصہ' اعادہ اور دہرائی کی مدد کے لیئے کچھ نکات تیار کیے جاتے اور لکھ کر دیئے جاتے لیکن پھر بھی خواہش یہی ہوتی تھی کہ طالب علم زندہ کتابوں اور علم کی زندہ ٹوکری' جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی لائبریری بن جائے-

ایک شخص نے بہت علم حاصل کیا اور سب کچھ زبانی یاد کیا- اور وہ بہت ماہر علم تھے- اس کی وفات پر لوگ ربی نعمان کے پاس آئے اور اس سے جنازہ کا خطبہ دینے کو کہا- ربی نعمان نے فرمایا- "ہائے! ہم سے کتابوں کی بھری ٹوکری کھو چکی ہے' آج علم کا ذخیرہ ہم سے جدا ہو گیا' آج کتابوں کی لائبریری گم ہو گئی ہے---" تعلیم کا مقصد ایک زندہ لائبریری اور کتابوں کا مجموعہ بننا تھا-

تعلیم و تدریس کے عمل میں سوال و جواب اور بحث و مباحثہ کو بھی کافی اہمیت دی جاتی تھی- سوال پوچھنا ذہین' ہوشیار اور چوکنے طالب علم کی نشانی ہے- اس سے طالب علم میں تجسّس بڑھتا- تحقیق کرنے کا جذبہ موجزن ہوتا اور لاعلمی کو دور کرنے اور علم کے گہرے سمندر میں غوطہ زن ہونے اور کھوج لگانے کی صلاحیت اجاگر ہوتی اور بڑھتی ہے- سوال و جواب کرنے سے ذہن وسیع ہوتا اور فہم و فراست کو تقویت ملتی ہے- طالب علم میں ہر رائے کے مستند ہونے ہر نظریہ کے معتبر ہونے اور ہر حقیقت کی گہرائی میں جانے کا ذوق و شوق بڑھتا ہے-

روزمرہ کی زندگی اور اردگرد کے حقائق سے سیکھنے پر بھی بہت زور دیا جاتا ہے- اخلاقی و سماجی مسائل تجربات و مشاہدات کو بہت اہمیت دی جاتی- امن و انصاف اور

برادرانہ محبت اور شراکت جیسے حقائق سے سے تعلیم کا تعلق دکھایا جاتا۔

اس مرحلہ کی اہمیت سمجھانے کے لئے مشہور یہودی روایت یہ ہے۔ کسی ربی نے اپنے شاگردوں سے یہ سوال کیا کہ "تم رات اور دن میں کیسے امتیاز کر سکتے ہیں یعنی یہ فرق کیسے جانو گے کہ کب دن شروع ہوتا ہے اور کب رات ---" ایک شاگرد نے جواب دیا "جب ہم دور فاصلے پر آتے جانور کو دیکھ کر اندازہ لگا سکیں کہ یہ بھیڑ ہے یا کتا" ربی نے کہا "نہیں" اس پر دوسرا شاگرد بول اٹھا۔ "جب ہم فاصلہ پر لگے درخت کو دیکھ کر پہچان سکیں کہ یہ انجیر کا درخت ہے یا آڑو کا۔" ربی نے اس جواب پر بھی سر ہلا کر "نہیں" اور جواب کے نہ درست ہونے کا اشارہ کیا--- اس پر باقی شاگرد کہنے لگے "اے معزز و محترم ربی آپ ہی ہمیں بتائیں کہ پھر کیسے امتیاز کیا جا سکتا ہے کہ کب دن شروع ہوتا ہے اور کب رات؟"

تب ربی نے بڑے انداز میں جواب دینا شروع کیا کہ رات اور دن اس وقت شروع ہوتا ہے۔ جب تم مرد اور عورت کے چہرہ کو دیکھ کر پہچان سکو کو وہ تمہارا بھائی ہے یا بہن --- درختوں اور جانوروں کی بات چھوڑو کیونکہ اگر تم اپنے بہن بھائی کو پہچان نہیں سکتے اور اگر تم یہ کرنے کی اہلیت اور روشنی نہیں رکھتے تو خواہ وہ دن کا کوئی وقت یا حصہ کیوں نہ ہو تمہارے دلوں اور ذہنوں میں رات اور تاریکی ہی ہے۔

پیغمبر کی آبوت *

باب سوم

توریت اور معاشرت

1- مطالعہ اور عمل

توریت کے مطالعہ کرنے اور اس میں بتائی گئی باتوں پر عمل کرنے کے متعلق ایک مفکر یوں فرماتا ہے جو کوئی توریت سیکھتا اور اس پر عمل کرتا ہے اسے اجر وانعام میں تمام دنیا سونپی جائے گی اور وہ خدا کا پیارا، الخلیل، حبیب الٰہی اور قادر مطلق کا المحبوب کہلائے گا۔ وہ حلیمی اور عقیدت کے اعمال سے ملبّس ہے۔ وہ راستباز، خداپرست اور مومن وفادار کہلانے کے اہل ہیں۔

توریت کا مطالعہ ایسے شخص کو گناہ سے دور رکھتا اور نیکی کے قریب لاتا ہے۔ دنیا میں اس میں تمام نیکیاں پاتی اور اس کے علوم، فہم و فراست اور دانش سے محظوظ ہوتی ہے۔ اسی کے متعلق کہا گیا ہے "میں حکمت و مشورت کے ساتھ رہتی ہوں میں علم اور بصیرت رکھتی ہوں۔ مشورت اور مہارت میرے ساتھ ہیں میں فہمید ہوں۔ توانائی میری ہے، سلاطین میرے ذریعہ سے مسلط ہیں، امرا میرے ذریعہ سے امارت کرتے ہیں اور رئیس زمین پر حکمران ہیں۔ میں ان کو پیار کرتی ہوں جو مجھ کو پیار کرتے ہیں اور جو میری تلاش کرتے ہیں وہ مجھے پالیں گے۔ دولت اور عزت اور پائیدار سرمایہ اور اقبالمندی میرے پاس ہیں میرا پھل سونے اور کندن سے بہتر اور میرا حاصل نفیس چاندی سے بہتر ہے" (امثال 8:12-19 تمام باب پڑھیں)

توریت کا مطالعہ مومن کو فہم و فراست، عقل اور دانش اور روح امتیاز عطا کرتا ہے پھر اس پر توریت کے اسرار اور بھید منکشف کیئے جاتے ہیں۔ وہ ابدی چشمہ کی

مانند بن جاتا ہے اور ایسا دریا جو تیزی اور روانی کے ساتھ ہمیشہ بہتا رہتا ہے۔ ایسا انسان حلیم و صابر' معافی اور صلح پسند اور عظیم بن جاتا ہے۔ "اگرچہ میں کم عمر ہوں تو بھی میں اسی کے سبب سے عوام کے نزدیک عزت اور خواص کے نزدیک عظمت پاؤں گا۔ میں انصاف کرنے میں تیز فہم ہوں گا اور طاقتوروں کی نگاہ میں باعث تعجب سمجھا جاؤں گا اور جب میں خاموش رہوں گا تو وہ منتظر رہیں گے جب بولوں گا تو وہ توجہ کریں گے اور جب میں کلام کو بڑھاتا جاؤں گا تو وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھیں گے" (حکمت 12-10:8)

توریت کا مطالعہ' حصول اور علم و عمل کہانت اور شہنشاہیت سے کہیں بلند' اعلیٰ و ارفع افضل و مقدم گردانا گیا ہے۔ روایت کے مطابق شہنشاہیت صرف تیس صفات کا تقاضہ کرتی ہے اور کہانت چوبیس اوصاف کا لیکن توریت اڑتالیس اوصاف سے حاصل کی جاتی ہے جو چند موضوعات کے تحت تقسیم کی گئی ہیں جن میں چند ایک ذیل میں درج ہیں۔

حصہ اول میں واضح تلفظ اونچی زبان میں مطالعہ' فہم و فراست اور دل کا امتیاز' خوف خدا' عقیدت' حلیمی' زندہ دلی' دوسرے حصہ میں دانشوروں اور مدرسین کی خدمت کرنا ہم مکتب رفقاء سے رفاقت دیگر شاگردوں سے بحث و مباحثہ اور تبادلہ خیال۔

تیسرے حصہ میں مقدس صحائف اور مشنا کا بنیادی علم' چوتھے حصہ میں کاروبار اور تجارت' گپ شپ' قہقہہ بازی دنیا میں الجھاؤ میں اعتدال پسندی اور صابر نیک نیت' مومن' علماء پر یقین' دل و روح کی پاکیزگی' اپنی حیثیت سے باخبر اپنے بخرہ میں خوشی اپنے الفاظ میں محتاط' زبان کو لگام لگانے اور خبر گیری کرنے والا اور اپنے اوپر فخر نہ کرنے والا بلکہ خود انکاری اور بے نیازی کا دلدادہ۔

پانچویں حصہ میں القادر و القدس اور الحبیب کو پیار کرنے والا' انسانیت سے

محبت رکھنے والا' راستی کے کام' راہیں صداقت اور سرزنش و تادیب کو پسند کرنے والا چھٹے حصہ میں یہ اہلیت شامل ہیں۔ عزت کالالچی نہ ہو' تعریف کرانے کی خواہش نہ ہو' خود پرستی اور خود مرکزیت سے مبرا' علم حاصل کرنے میں مغرور اور گھمنڈی نہ ہو' ہروقت فیصلہ سنانے میں خوش رہنے والا نہ ہو۔ ساتویں حصہ میں اپنے ہم جنس انسان کا جوا اور بوجھ اٹھانے والا دوسروں کا راستی اور سچائی سے انصاف کرنے والا اور ہر ایک کو امن اور حق کی طرف راہنمائی کرنے والا۔ آٹھویں حصہ میں سوال پوچھنے والا' جواب دینے والا' تبادلہ و خیالات اور اپنے رائے مشورہ سے دوسروں کے علم میں اضافہ کرنے والا۔

اور بالاخر اس خواہش اور توجہ سے سیکھنے والا کہ باری آنے پر وہ خود سیکھانے والا بن سکے اور اس مقصد سے سیکھنے والا کہ اس پر عمل کر سکے اور حوالہ جات دینے اور پرکھنے میں عقلمند۔

مندرجہ بالا وہ چند صفات اور اہلیت اور خواص ہیں۔ جو توریت کے طالب علم کے پاس ہونی چاہیں۔ جن کی بنا پر وہ شہنشاہیت اور کہانت سے کہیں بڑھ کر بلند و بالا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تین تاج ہیں۔

کہانت کا تاج

شہنشاہیت کا تاج

اور ان سے افضل توریت کا تاج

توریت کا تاج حاصل کرنے ولا نیک نامی کا تاج بھی حاصل کرے گا۔

طالمودی دور میں یہودیوں کی زندگی میں توریت اعلیٰ ترین عظمت کی حامل تھی۔ اس کی ایک بڑی اور بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہیکل تباہ ہو جانے کے بعد یہودیوں کی تمام تر توجہ توریت اور سبت پر مرکوز ہو گئی تھی۔ اس دور میں ان کی تمام تر زندگی توریت کی بنیاد پر استوار کی گئی تھی اور توریت ایسی بنیاد تصور کی گئی۔ جس کے

بغیر نہ صرف زندگی میں کہرام مچ جائے گا بلکہ کائنات کی تمام تر کا وجود اور ہستی اس کی بنا پر ہے۔ توریت کے بغیر اخلاقی زوال اور تہس نہس ہو سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ توریت کائنات کی تخلیق سے پہلے سے موجود ہے۔ کیونکہ اگر توریت نہ ہوتی تو آسمان اور زمین قائم نہ رہتے اور نہ ہی رات اور دن ہوتا۔ کیونکہ خداوند فرماتا ہے

"اگر میرا دن اور رات کے ساتھ عہد (توریت) نہ ہو اور اگر میں نے آسمان اور زمین کے لئے نظام مقرر نہ کیا ہو" (ارمیا 25:33)

پس توریت کی طرف رجوع کرو اور بار بار اس کی سمت رجوع لاؤ کیونکہ یہ زندگی کے لیئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ توریت کی تلاش میں سرگرداں رہو اور توریت کے حصول میں اس کے پیچھے بھاگو۔ یہ نہ کہو کہ توریت تمہارے پیچھے آئے گی۔ اس پر غور و خوض کرو کیونکہ اس میں تمام ہدایات موجود ہیں۔ مسلسل اس کا مطالعہ کرو اور اس پر گیان و دھیان کرو۔ اپنی عمر اس مقصد کے لئے ضعیف اور بال سفید ہونے دو لیکن اس سے بے توجہی اور لاپرواہی کا ذکر نہ ہو۔ زندگی میں اس سے بہترین اور کوئی اصول نہیں۔

2- اہم ترین ترجیح

"اور یہ باتیں جن کا میں آج کے دن تجھے حکم دیتا ہوں تیرے دل میں رہیں اور تو یہ اپنے لڑکوں کو بار بار بتا اور ان کی بابت ان سے ذکر کر جس وقت تو اپنے گھر بیٹھے اور جس وقت تو راہ میں چلے اور جس وقت تو لیٹے اور جس وقت تو اٹھے اور نشانی کے لئے تو ان کو اپنے ہاتھ پر باندھ اور وہ تیری آنکھوں کے درمیان ٹیکوں کی طرح ہوں اور تو ان کو اپنے گھر کے دروازوں کی چوکھٹوں پر اور اپنے دروازوں پر لکھ"

(شرع 6:6-9)

یہودی، خاندانوں، گھروں، سکولوں اور مدرسوں میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے

عمل میں سب سے زیادہ اہمیت توریت کے مطالعہ کو حاصل ہوئی۔ تثنیہ شرع کی مندرجہ بالا آیت میں توریت کو زندگی میں مرکزی اور بنیادی حیثیت اور وقعت اور اہمیت دی گئی ہے۔ ربی عموماً اپنے شاگردوں کو توریت کے علاوہ اور کچھ پڑھنے پر زیادہ زور نہ دیتے کیونکہ ان کے اصول اور عقیدہ یہ تھا کہ توریت سے بڑھ کر کوئی علم اور مطالعہ افضل اور مقدم نہیں ہے۔ اس لیئے تمام تر توجہ' پیار اور عشق توریت کے لئے مخصوص ہونا چاہئے۔

توریت کے مطالعہ کو زندگی میں اہم ترین ترجیح اور افضل ترین قدر گردانا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے فالتو یا گیا گزرا اور کم اہم وقت مخصوص اور وقف نہیں کرنا چاہئے بلکہ بہترین اور تازہ وقت میں اس کا مطالعہ کیا جائے تاکہ رات دن کے تمام تر اعمال اس کی روشنی اور ہدایت میں ہوں۔

توریت کی تعلیم جامع اور ہمہ گیر ہے یہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کو سیکھ لینے اور اس پر عمل کر چکنے کے بعد کسی اور کتاب یا حکمت و دانش کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس لیئے بنی اسرائیل کو کبھی نہیں کہنا چاہئے کہ میں نے اب اسرائیل کی حکمت سیکھ لی ہے اور اب میں دوسری قوموں کی حکمت سیکھنے جا رہا ہوں یا کوشش کر رہا ہوں۔

توریت کے بعد کچھ ایسے مضامین تھے جنہیں ثانوی اہمیت حاصل تھی۔ دوسرے درجہ کے ان مضامین میں یہودی زندگی کے ہر پہلو اور زاویہ سے متعلق شرعی قوانین و ذمہ داریاں' بحث و مباحثہ کا فن' عبادتی رسومات' نماز اور دعائیں اخلاقی ضوابط' شہری زندگی' معاشرتی ذمہ داریاں اور فرائض لوک ورثہ تہذیب و تمدن کے رسم و رواج' مفکرین' مشاہرین و مجاہدین کے افکار و اعمال' اقوال زریں' حکمت' قصے کہانیاں جیسے مضامین شامل تھے۔

یونانی زبان سیکھنے کا کسی دور میں دستور و رواج اور اجازت تھی لیکن کئی ایک

دور میں اس کا مطالعہ سنجیدگی اور سختی سے ممنوع قرار دیا جاتا تھا۔ جب سکندر اعظم کے بعد انطاکیس ایپفانس نے یہودی مذہب دین و زندگی اور تہذیب و تمدن کو نیست و نابود کرنے اور ہمیشہ کے لیئے ختم کرنے کے بہت سے منصوبے بنائے اور لوگوں پر ہر طرح سے یونانی تہذیب سوچ اور دین تھوپنے کی کوشش کی تو اس وقت چند مفاد پرست یہودیوں نے یونانی زبان اور دیگر علوم سیکھنے کی نہ صرف ہدایت دی بلکہ ترجیح دی یہ حالات سے سودے بازی کی گھناؤنی مثال تھی کاہن اعظم نے اپنا عبرانی نام بدل کر یونانی نام رکھ لیا تھا اور ہرکولیس دیوتا کے لیئے مخصوص قربان گاہ پر ذبیحہ گزارنے کے لئے نمائندے بھیجے تھے۔

اس یونانی دور حکومت میں ہر وفادار اور مومن یہودی کے لئے یونانی ثقافت کفر اور لادینیت کا دوسرا نام تھا۔ دانی ایل نبی اور مکابین کی دونوں کتابیں اس دور کی بھرپور وفادار عکاسی کرتی ہیں تکوین پندرہ باب بارہویں آیت میں گہری نیند اور بڑی ہولناک تاریکی ابراہیم پر چھا گئی تھی۔ اس دور میں بہت سے ربیوں کے مطابق اس سے مراد یونانیت ہے جس نے بنی اسرائیل کی دونوں آنکھوں کو اپنی روایات اور قوانین سے اندھا اور تاریک کر دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کو یہ کہنے پر مجبور کیا گیا کہ بیل کے سینگوں پر جو بادشاہ دیوتا کی علامت تھا یہ لکھو کہ تمہارا اسرائیل کے خدا سے کوئی تعلق لگاؤ اور رشتہ نہیں ہے۔

ایک اور دور میں یونانی زبان اور علوم سیکھنا خطرناک، فضول اور بے معنی سمجھا جانے لگا اس زمانہ میں ربی یوشیع سے پوچھا گیا کہ کیا انسان کے لئے یہ خواہش رکھنا ضرور ہے کہ اس کا بیٹا یونانی زبان اور یونانی علوم و ثقافت سیکھے ربی نے جواب میں یہ آیت سنائی "اس لیئے ہمت کر کے دلیر ہو تاکہ تو اس تمام شریعت کو جس کی بابت تجھے میرے بندے موسیٰ نے حکم دیا مانے اور اس پر عمل کرے اور اس سے دہنے یا بائیں نہ پھرے۔ تاکہ جہاں کہیں تو جائے۔ تو کامیاب ہو، یہ شریعت کی

کتاب تیرے منہ سے جدا نہ ہو بلکہ رات اور دن اس پر عمل کرے کیونکہ تب ہی تو اپنی راہوں میں اقبالمند ہوگا اور تب ہی تو کامیاب ہوگا" (یوشع 1:7-8)

آیت سنا لینے کے بعد ربی یوشع نے کہا اس میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ تمام شریعت اور رات اور دن --- اس میں لکھا ہے کہ تمام شریعت پڑھو اور رات اور دن پڑھو۔ پس اگر کوئی ایسا وقت ہو "رات اور دن" نہ ہو تو ایسے وقت میں انسان توریت پڑھنے سے فراغت حاصل کر سکتا ہے اور اس فارغ وقت میں تم یونانی زبان اور یونانی علوم و ثقافت پڑھ سکتے ہو۔

ربی یوشیع یونانی زبان پڑھنے اور جاننے کی مخالفت نہیں کرتا لیکن اپنی تشریح میں توریت کو افضل، ارفع و اعلیٰ گردانتا ہے۔ جس کا مطالعہ رات اور دن کرنا چاہئے اس کے برعکس یونانی زبان جاننا اور سیکھنا محض وقت کا ضیاع کہتا ہے۔ آہستہ آہستہ تاریخ اور وقت کے دھارے کے ساتھ ساتھ جب سیاسی طور پر یونانی حکومت کو زوال آیا اور مفتوح ہو گئی تو یہودی ربیوں کا وہ تنفر اور متعصبانہ نظریات ختم ہوئے تو یونانی زبان بحیثیت علم عام ہو گئی لیکن اس دور میں بھی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت میں یونانی زبان اور علم و ثقافت کا جاننا خطرناک سمجھا جاتا لہٰذا لڑکیوں کے لئے اسے ممنوع قرار دیا گیا۔

نتیجہ کے طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہودی زندگی کی تربیت اور مدرسہ میں طلبا و طالبات کی تعلیم کے لئے اہم ترین مضمون بائبل مقدس تھا اور یہ ہر دور کی خاصیت رہی ہے دین و ایمان، حیات و اخلاق جیسے تمام مضامین کی بنیاد اور معراج کلام مقدس تھا۔ باقی تمام مضامین ثانوی اور درجہ دوئم کی حیثیت رکھتے تھے۔ جن میں زمانہ اور حالات کے مطابق تبدیلی لائی جا سکتی تھی لیکن توریت کے مطالعہ اور تربیت کو ہر دور اور ہر حالت میں اولیت اور فضیلت دی گئی ہے۔

بچوں کو میرے پاس آنے دو
انہیں منع نہ کرو
کیونکہ خدا کی بادشاہی
ایسوں ہی کی ہے

(یسوع المسیح)

فادر عیمانوئیل عاصی

دیگر کتابیں

تصانیف

یسوع بنظر لوقا

گواہی

خوشخبری

نقشِ قدم

۷ ۷ ۷ اور ٦٦٦ (مکاشفہ کا پس منظر)

غریبوں کا مقدمہ

اقلیت کی الٰہیات

انصاف کی روحانیت

دائمی عہد بندھی

خدا کا مقدمہ

عظیم مومن (مقدس تھوما رسول)

کھلے خطوط

بغاوت اور بشارت

پاشکا میں شراکت

مقامی اسقفی قیادت

عالمگیر کلیسیا اور مقامی کلیسیائیں

توریت اور تربیت

جوبلی سال

تراجم یسوع مسیحیت سے پہلے

تالیف سلام اے مریم

صلیبی مقامات

مومنین سے بشارت

بڑی خوشی کی بشارت

لوک لگن

انگریزی زبان میں

The Human Face of God at Nazareth
Growing in Discipleship

اور خداوند اپنے خدا کی
ہدایتوں کو مان
اور اس کی راہ پر چل
اور اس کے
قوانین اور احکام
اور قضاؤں اور شہادتوں
کی حفاظت کر
تاکہ سب کاموں میں
جو تو کرے
اور جس طرف پھرے
کامیاب ہو

(داؤد بادشاہ کی اپنے بیٹے سلیمان کو وصیت)